REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۴۱

شمارہ ۲۸

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ ۔ محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:
بذریعہ ہوائی ڈاک: ۳۰ پاؤنڈ یا ۶۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک: دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۔ ۱۴۳۵۱۶

۹ وفاء ۱۳۷۱ ہش ۔ ۹ جولائی ۱۹۹۲ء ۔ ۷ محرم الحرام ۱۴۱۳ ہجری

اخبارِ احمدیہ

بفضلہٖ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیریت ہیں ۔ الحمدُ للہ ۔

احباب کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں ۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر رہے اور رُوح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے ۔ آمین ٭

اپنی اَولاد کی عزّت کرو اور اُن کی بہترین تربیت کرو

ارشادِ باری تعالےٰ :

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○

(الفرقان : آیت ۷۵)

ترجمہ :- اور وہ لوگ بھی (رحمٰن کے بندے ہیں) جو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ! ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا ۔

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم :

اَكْرِمُوْا اَوْلَادَكُمْ وَاَحْسِنُوْا اَدَبَهُمْ (ابن ماجہ)

ترجمہ :- اپنی اولاد کی عِزّت کرو اور اُن کی بہترین تربیت کرو ۔

فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام :

(۱) ۔ "خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ ۔ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دُعا کرو ۔ جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اُسی قدر کوشش اِس امر میں کرو ۔ ...... وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو ۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو ۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا ۔" (الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۵ء)

(۲) ۔ "پس جب تک اولاد کی خواہش اِس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات الصالحات کی بجائے اس کا نام باقیات السیئات رکھنا جائز ہوگا ۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مَیں صالح اور خدا ترس اور خادمِ دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہوگا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے ۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے ۔ اور مُنہ سے کہتا ہے کہ مَیں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اِس دعویٰ میں کذّاب ہے ۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے ۔ اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بنا دے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی ۔ اور ایسی اولاد حقیقت میں اِس قابل ہوگی کہ اس کو باقیاتُ الصالحات کا مصداق کہیں ۔ اگر یہ خواہش صرف اِس لئے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور وہ ہمارے اَملاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی نامور اور مشہور ہو اِس قسم کی خواہش میرے نزدیک شرک ہے ۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۷۰)

(۳) ۔ "بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اولاد کے متعلق کچھ مال چھوڑنا چاہیئے ۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ مال چھوڑنے کا تو اُن کو خیال آتا ہے مگر یہ خیال ان کو نہیں آتا کہ اس کا فکر کریں کہ اولاد صالح ہو طالح نہ ہو ۔ مگر یہ دہم بھی نہیں آتا اور نہ اس کی پرواہ کی جاتی ہے ۔ بعض اوقات ایسے لوگ اولاد کے لئے مال جمع کرتے ہیں اور اولاد کی صلاحیت کی فکر اور پرواہ نہیں کرتے ۔ وہ اپنی زندگی میں ہی اولاد کے ہاتھوں سے نالاں ہوتے ہیں ۔ اور اس کی بد اطواریوں سے مشکلات میں پڑ جاتے ہیں ۔ اور وہ مال جو انہوں نے خدا جانے کن کن حیلوں اور طریقوں سے جمع کیا تھا آخر بدکاری اور شراب خوری میں صرف ہوتا ہے ۔ اور وہ اولاد ایسے ماں باپ کے لئے شرارت اور بدمعاشی کی وارث ہوتی ہے ۔" (الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۵ء)

(۴) ۔ "حضرت داؤد علیہ السلام کا قول ہے کہ مَیں بچہ تھا جوان ہُوا اور اب بوڑھا ہو گیا ۔ مَیں نے متقی کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا کہ اُسے رزق کی مار ہو ۔ اور نہ اُس کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا ۔ اللہ تعالیٰ تو کئی پُشت تک رعایت رکھتا ہے ۔ پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ ۔ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دُعا کرو ۔ جس قدر کوشش تم اُن کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اس قدر کوشش اس امر میں کرو ۔" (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۰۹)

منیر احمد حافظ آبادی ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر ۔ نگران بورڈ بدر قادیان ۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۹ر وفاء ۱۳۷۱ہش

سکولوں میں موسمِ گرما کی تعطیلات اور والدین کا فرض

موسمِ گرما کی شدت کے باعث اس وقت وطنِ عزیز کے ایک بہت بڑے حصے میں سکولوں اور کالجوں کے طلباء اور طالبات کو موسمِ گرما کی تعطیلات ہو چکی ہیں۔ جن کو خدا نے مال و دولت کی فراوانی سے نوازا ہے اُن میں سے اکثر اِس موسم میں اپنے بچوں کے لئے صحت افزا اور ٹھنڈے مقامات کی سیر و تفریح کا پروگرام بناتے ہیں لیکن ہمارے ملک میں لاکھوں بلکہ کروڑوں طلبہ اور طالبات ایسے بھی ہیں جو غریب گھرانوں کے چشم و چراغ ہیں اور انہیں اپنے گھروں میں ہی یہ ایام تعطیلات گزارنے ہوتے ہیں۔ اور دن کا بہت سا وقت جو پہلے ان کا سکول یا کالج میں گزرتا تھا اب صرف اپنے گھر کی چاردیواری یا محلّے کے چند گھروں تک سمٹ کر رہ جاتا ہے۔ ان طلبہ و طالبات کے لئے بعض دفعہ چھٹیوں کے یہ ایام گزارنا مشکل ہو جاتا ہے۔ چھوٹی عمر کے بچوں کو گھر میں صحیح تربیت کے ساتھ رکھنا بھی والدین کے لئے ایک اہم مسئلہ ہوتا ہے۔

جہاں تک چھوٹی عمر کے بچّوں کا تعلق ہے والدین کو ان ایّام میں اپنی ذمہ داری ہر صورت میں نبھانی ہوگی ورنہ عدمِ تربیت کا شکار ہو کر یہ بچے اپنے لئے اور معاشرے کے لئے نقصان دِہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان بچوں کے متعلق والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنی نگرانی میں ان سے HOME WORK کروائیں۔ اور اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ ان کا بچہ یا پڑھے یا سوئے یا پھر مفید کھیلوں میں حصہ لے۔ تپتی ہوئی گرمی کے باعث چھٹیاں ہو جانے کے بعد بھی اگر یہ بچے گرمیوں کی دوپہر گھر سے باہر آوارہ گرد دوستوں کے ساتھ پھریں اور پھر جسمانی بیماری کے ساتھ ساتھ اخلاقی بیماریاں بھی مول لیں۔ تو یہ کس قدر گھاٹے کا سودا ہے۔ جہاں تک احمدی بچّوں کا سوال ہے وہ اِس دُنیا میں ایک منفرد اور ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ جنہیں خُدا نے اِس دُنیا کی اصلاح اور ہدایت کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمایا ہے۔ اور صرف احمدی بچے ہی مستقبل کے وہ معمار ہیں جو اسلامی تعلیم کی روشنی میں آئندہ اِس دُنیا میں سرورِ کائنات، حضرت محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کے نُور کو دُنیا میں پھیلانے والے ہیں جب ان بچّوں کا اتنا اعلیٰ مقام ہے تو اِس لحاظ سے احمدی والدین کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بچّوں کی حُسنِ تربیت کا ہر اعتبار اور ہر پہلو سے خیال رکھیں۔ مامورِ زمانہ حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ۔ کہ تُو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت اس قدر قیمتی ہے کہ اس کا ایک ایک پل ضائع نہیں کیا جائے گا۔ اس لحاظ سے کہ ہم اس امام مہدی اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متبعین میں سے ہیں ہمیں بھی نہ صرف خود بلکہ اپنی اَولادوں کو اِس الہامِ الٰہی کا مورد بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ وقت ایک ایسی عظیم دولت ہے کہ اس کا صحیح استعمال نعمت اور اس کو بے دردی سے ضائع کر دینا مستقبل کے لئے زحمت بن جاتا ہے۔ پس ہمیں اپنے بچّوں کی جو درحقیقت احمدیّت کے عظیم بچّے ہیں ہر لحاظ سے قدر کرنی چاہیئے۔ اور تربیت سے متعلق اپنی تمام تر ذمہ داریاں ادا کر کے قوم کی خدمت میں جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور رُوحانی اعتبار سے صحت مند نسل سپرد کرنی چاہیئے۔ یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ ہمارے گھروں میں پلنے والے بچّے ہماری قوم کی امانت ہیں۔ جس کی جوابدہی آخرت میں تو ہوگی ہی لیکن بعض دفعہ اِس دُنیا میں بھی اِس بے اعتنائی اور غفلت کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

جہاں تک ان طلبہ اور طالبات کا سوال ہے جو بڑی عمر کے ہیں اور کالجوں میں زیرِ تعلیم ہیں انہیں ان ایّام تعطیلات میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس خود ہی کرنا ہوگا۔ خود بیٹھ کر سوچ کر اور بزرگوں سے مشورہ کر کے یہ بات طے کرنی ہوگی کہ وہ اپنے اِن ایّام کو کس طور پر مفید بنا سکتے ہیں۔ وطنِ عزیز ہندوستان میں بہت سے ایسے کام ہیں جو نوجوانوں کے ہاتھوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ سوشل ورک اور خدمتِ خلق بِلالحاظ مذہب ... کے ایسے بہت سے شعبے ہیں جنہیں اِن ایام میں سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ (باقی ص۱۱ پر)

کیجئے کچھ فیصلہ کہ کون ہوگا سُرخرُو

جب بھی آیا مولوی کو حُرمتِ دیں کا خیال
حق پرستوں کے لئے دُنیا میں اِک آیا وبال

آ گئے سب ننگِ دیں پھر مولوی کی بات میں
احمدیّت کو مٹانے کے لئے جذبات میں

لی گئی سب ظالموں سے یہ قسم قرآن پر
جو نہ مارے احمدی کو وہ نہیں ایمان پر

سنگ اُٹھایا ہر کس و ناکس نے اپنے ہاتھ میں
یہ نہ سوچا کہ نہیں تائیدِ باری ساتھ میں

اِک فسانہ ظُلم کا پھر سے تھا دُہرایا گیا
مَوت کا سایہ تھا جو آنکھوں میں لہرایا گیا

پھر نہتّے احمدیوں پر ستم ڈھایا گیا
پھر خُدا کا ایک گھر نابُود کروایا گیا

اِس پہ بھی دُشمن ہمارے چین جب نہ پا سکے
یہ گُماں گزرا اُنہیں ہم ظُلم کچھ نہ ڈھا سکے

تب سُکونِ قلب پانے کے لئے سوچا گیا
بے گُناہوں کو گُناہ کا بار بھی سونپا گیا

جھُوٹ پہ مبنی مقدمے، ہم پہ دائر ہو گئے
ہم بنے قیدی تو وہ آزاد طائر ہو گئے

کس کو ہم مُنصِف کریں، ربُّ الوریٰ تُو ہی بتا
آج کل کے ظالموں کو کون دیتا ہے سزا

تیرے بِن ممکن نہیں دُنیا میں ہم سب کی بقا
تُو اگر چاہے تو ہوں دُشمن ہمارے سب فنا

تُو نے دیکھا کاذبوں نے حق مٹانے کے لئے
خُوب کوشش کی ہمیں حق سے پھرانے کے لئے

پھر ترے ہی فضل نے ہم کو بچانے کے لئے
اپنی نصرت بھیج دی ایماں بڑھانے کے لئے

ہم پہ جو بیتی وہ اب ہے، آپ کے بھی رُوبرُو
کیجئے کچھ فیصلہ کہ، کون ہوگا سُرخرُو

(سُمیرا حبیب۔ کراچی)

درخواستِ دُعا

جیسا کہ بدر کی گزشتہ اشاعت سے احبابِ جماعت کو علم ہو چکا ہے کہ حیدرآباد میں محترمہ سیّدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر جماعتِ احمدیہ قادیان کی آنکھ کا اپریشن ہو چکا ہے۔ ہر جہت سے اپریشن کی کامیابی اور صحتِ کاملہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ محترم صاحبزادہ صاحب کی طرف سے موصولہ تازہ اطلاع صفحہ ۱۲ پر دیکھئے۔

(ادارہ)

خطبہ جمعہ

"کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے" (المسیح الموعودؑ)

وہ دعائیں کریں جو دعائیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیں

دعاؤں سے غافل نہ ہوں اور امید رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ضرور دعاؤں کے نتیجہ میں قوموں کی تقدیریں بدل دیا کرتا ہے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ ۸ ہجرت (مئی) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورہ ھود کے آخری رکوع کی آیات ذیل (۱۲۱ تا ۱۲۴) کی تلاوت فرمائی۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاءَكَ فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ وَقُلْ لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا عَامِلُونَ ۝ وَانْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ ۝ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

(سورہ ھود آیات ۱۲۱ تا ۱۲۴)

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-
وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ: وہ سب چیزیں جو انبیاء کے واقعات کے متعلق ہم تجھے بتاتے ہیں تجھے پڑھ کر سناتے ہیں مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ: ان سے تیرے دل کو تقویت ملتی ہے اور تیرے دل کو ثبات نصیب ہوتا ہے وَجَاءَكَ فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ: اور اس میں جو کچھ بھی ہے حق ہے وَمَوْعِظَةٌ اور نصیحت ہے وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ اور مومنوں کے لئے یاد رکھنے کی باتیں اور یاد کر کے لوگوں کو سنانے والی باتیں ہیں وَقُلْ لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ مومنوں کے لئے تو حق بھی ہے، موعظہ بھی ہے اور ذکریٰ بھی ہے لیکن وہ لوگ جو بہر حال ایمان نہیں لائیں گے ان سے کہہ دے کہ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ کہ تم اپنی جگہ کوششیں کرتے رہو إِنَّا عَامِلُونَ ہم بھی تو مسلسل کوشش میں مصروف ہیں وَانْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اور آسمان اور زمین میں جو ابھی پردۂ غیب میں ہے وہ اللہ ہی کے لئے ہے وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ اور تمام تر امر بالآخر اسی کی طرف لوٹنے والا ہے۔ ہر قسم کا امر بالآخر خدا ہی کی طرف لوٹنے والا ہے۔ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ پس اے محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم! فَاعْبُدْهُ (اب واحد کا خطاب شروع ہو گیا) اللہ کی عبادت کر وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ اور اللہ ہی پر توکل کر وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ اور تیرا رب اس بات سے غافل نہیں ہے جو تم سب لوگ کرتے ہو۔

اس میں ضمائر کی بہت ہی لطیف تبدیلی ہے فَاعْبُدْهُ سے لیکر واحد کا صیغہ

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے چلتا ہے فَاعْبُدْهُ تو اس کی عبادت کر وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ اور اسی پر توکل کر وَمَا رَبُّكَ اور تیرا رب غافل نہیں ہے۔ عَمَّا تَعْمَلُونَ - یہ نہیں فرمایا کہ اس چیز سے جو تو کرتا ہے فرمایا عَمَّا تَعْمَلُونَ جو تم سب لوگ کرتے ہو تو اگر اس میں کوئی انذار کا پہلو ہے تو وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر اطلاق نہیں پاتا اگر مخفی ناراضگی کا کوئی اظہار عَمَّا تَعْمَلُونَ میں ہو رہا ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ خدا غافل ہے کیونکہ یہی اس عبارت کا رنگ ہے کہ کچھ خفگی کے آثار بھی پائے جاتے ہیں تو اس سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بچانے کے لئے اچانک جمع کا صیغہ استعمال فرما لیا اور واحد کا صیغہ جس میں اپنائیت چل رہی تھی پیار کا اظہار ہو رہا تھا اُسے ترک فرما دیا۔

یہ اس رکوع کی وہ آخری آیات ہیں جس کی میں نے تین جمعہ پہلے تلاوت کی تھی اور اسی مضمون کو میں آگے بڑھا رہا ہوں یہ بات اس سے پہلے بیان ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس پر رحم فرمائے اُسے بچا لیتا ہے اور مُصلحین کو بچاتا ہے۔ اور مُصلحین میں سے بھی وہ جن کو خدا رحم کی نظر سے دیکھتا ہے ان کے اندر بعض ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں سے صرف نظر فرماتا اور ان سے بخشش کا سلوک فرماتا ہے ہر شخص رحم ہی سے بچایا جائیگا۔ اپنے زور بازو سے کوئی بچایا نہیں جا سکتا لیکن رحم بچانے پر مستعد اور لوگ نہ بچنے پر کوشاں، یہ مضمون ہے جو اس رکوع میں شروع سے آخر تک بیان ہو رہا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور آپ کے متبعین نے اور اس سے پہلے انبیاءؑ نے بہت زور لگایا لیکن وہ بدنصیب قومیں جو بچنے پر آمادہ نہ ہوں انہیں پھر کوئی چیز خدا کی تقدیر اور اُس کی پکڑ سے بچا نہیں سکتی یہ اعلان فرمانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دلی جذبات پر نظر ڈالی گئی ہے۔ آپ کی کیفیات پر نظر ڈالی گئی ہے۔ اس سے پہلے میں یہ بات بیان کر چکا ہوں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جن صورتوں میں عذاب کا ذکر تھا۔ اور پرانی قوموں کے ہلاک ہونے کا ذکر تھا اُن سے متعلق فرمایا اور خصوصاً سورۂ ھود سے متعلق کہ اس نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارے واقعات پڑھتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دل کو گہری تکلیف پہنچتی تھی اور یہ خوف دامنگیر ہو جاتا تھا کہ کہیں میری قوم سے بھی یہ سلوک نہ ہو اور یہ لوگ بھی اسی طرح عذاب کا نشانہ نہ بنیں اور صفحہ ہستی سے مٹا دیئے جائیں جیسا پہلی قومیں مٹائی گئی تھیں اور اسی دُکھ کا آپ نے ذکر فرمایا ہے کہ دیکھو میرے بال تو سورہ ھود نے سفید کر دیئے۔

اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ہم جو گزشتہ انبیاء کے قصے تجھے سنا رہے ہیں تو ڈرانے کے لئے نہیں بلکہ تیرے دل کو تقویت دینے کے لئے اور اس میں یہ پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم بچائی جائے گی اپنے اعمال کی وجہ سے نہیں بلکہ بعض مصلحین کی وجہ سے اور بعض ایسے نیک لوگوں کی وجہ سے جن کی نیکی بالآخر ان کی بدیوں پر لازماً غالب آ جانے گی یہ وہ مضمون ہے جو یہاں بیان ہوا ہے ایک طرف یہ فرما دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو زبردستی ہدایت نہیں دیتا جو قوم بچنا نہ چاہے اس کو بچاتا نہیں ہے۔ اگر

اللہ تعالیٰ چاہتا تو سارے ایک جیسے ہو جاتے مگر ایسا نہیں کیا جاتا اور نہیں کیا جائے گا اور یہ ساری باتیں سن کر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دل پر جو گزرتی تھی اور جس کا بیان بھی دوسری جگہ آپ نے فرمایا اس کیفیت پر نظر ڈال کر اگلی آیت نازل ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

فرمایا وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ یہ رسولوں کی ساری باتیں یہ پرانے قصے جو ہم تیرے ساتھ دہرا رہے ہیں تجھے ڈرانے کے لئے نہیں تیرے دل کو تقویت دینے کے لئے ہیں اس میں یہ خوشخبری تھی کہ بری قوم ہلاکت سے بچ جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم کے ساتھ وہ ایمان لے آئے گی اور بالآخر نجات پائے گی لیکن اس کا ذریعہ کیا ہے ایک طرف ایک تقدیر عام بیان ہو چکی ہے کہ ایسی قومیں جو توجہ نہیں کرتیں جو مصلحین پر ظلم کرتی ہیں وہ ہلاک کر دی جاتی ہیں اگلا مضمون اسی سے تعلق رکھتا ہے اور اسی بات کی تشریح ہے اسی معمے کا حل ہے کہ یہ قوم پھر کیوں بچائی جائے گی فرماتا ہے: وَقُلْ لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا عَامِلُونَ۔ تم نے دلائل کے ذریعہ پیغام پہنچانے میں انتہا کر دی نرمی اور محبت اور خلوص کے ساتھ ان کے دل جیتنے کے لئے جتنی کوشش ہو سکتی تھی وہ سب کوشش کر بیٹھے اب تم ان سے کہہ دو کہ تم جو کر سکتے ہو کرتے چلے جاؤ لیکن ہماری کوششوں کو انتہا تک پہنچانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم کوششیں چھوڑ دیں ہم جانتے ہیں کہ تم ضد کر بیٹھے ہو جانتے ہیں کہ تم اس عمل سے باز آنے والے دکھائی نہیں دیتے جس عمل پر تم بڑی شدت کے ساتھ قائم ہوئے ہو لیکن ہم بھی نیکیوں کے معاملہ میں اور نصیحت کے معاملے میں تم سے کم صبر دکھانے والے نہیں ثابت ہوں گے إِنَّا عَامِلُونَ ہم بھی وہ کرتے چلے جائیں گے جو کچھ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں پیدا فرمایا ہے۔

اس میں داعیین الی اللہ کے لئے آج کل بھی بہت بڑی نصیحت ہے اور بہت بڑا پیغام ہے وہ پیغام یہ ہے کہ اگر کوئی قوم اپنے اخلاق سے بظاہر ہلاک ہونے کے لائق دکھائی دی جائے اگر یوں محسوس ہو کہ کسی قوم کی اپنی ضد تعصب اور مظالم کے نتیجہ میں ہلاکت لکھی جا چکی ہے اور ان کو کوئی بچا نہیں سکتا اور گزشتہ قوموں میں تباہی کے جو آثار ظاہر ہوا کرتے تھے اور جن کے نتیجہ میں وہ تباہ کر دی جاتی تھیں وہ سارے آثار ان میں پیدا ہو چکے ہیں تو اس کے باوجود کام چھوڑنے کا وقت نہیں ہے یہ کہہ کر ان سے الگ ہو جانے کی اجازت نہیں ہے کہ ہم تو تمہیں ہلاک شدہ دیکھتے ہیں اس لئے تم جاؤ اپنا کام کرو ہم بھی اپنی کوشش چھوڑ بیٹھیں گے اور تمہیں مزید پیغام نہیں دیں گے اس صورتِ حال میں پہلا سبق یہ دیا گیا ہے کہ عمل نہیں چھوڑنا اگر دشمن اپنا عمل نہیں چھوڑتا تو مومن کو ہرگز زیبا نہیں ہے کہ وہ اپنا عمل چھوڑ بیٹھے اس لئے

سنیں یا نہ سنیں تم نے پیغام دیتے چلے جانا ہے

اور دیتے چلے جانا ہے اور دیتے چلے جانا ہے۔

یہ وہی مضمون ہے کہ فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ (سورۃ الفاشیہ آیت نمبر ۱۰) کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! تو نصیحت کرتا چلا جا، کرتا چلا جا، کرتا چلا جا اور یہ یقین رکھ کہ تیری نصیحت بالآخر رائیگاں جانے والی نہیں ہے إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ۔ الذِّكْرَىٰ میں بالعموم نصیحت اور پرانے ایام کی یادوں کو تازہ کر کے لوگوں کو ڈرانے کا مضمون ہے۔ لیکن میرے نزدیک الذکریٰ سے مراد خصوصیت سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زبان سے جاری ہونے والا الذکریٰ ہے اور یہ خوشخبری تھی کہ تیری نصیحت رائیگاں جانے والی چیز ہی نہیں ہے یہ یقین رکھ اور مسلسل نصیحت کرتا چلا جا تو وہی مضمون یہاں اس رنگ میں بیان ہوا ہے جو کہتے ہیں کہ ہم نے ہرگز ایمان نہیں لانا جو اپنے اعمال سے ہی نہیں بلکہ زبان سے بھی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لانے والے نہیں ہیں لَا يُؤْمِنُونَ۔ وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے ان سے کہہ دے اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ کہ تم اپنی جگہ کام کرتے چلے جاؤ إِنَّا عَامِلُونَ ہم بھی ضرور یہ کام کریں گے

اور ہمارے سپرد جو فریضہ تبلیغ فرمایا گیا ہے اس سے کبھی کوتاہی نہیں کریں گے لیکن اس کے باوجود اس سے تقدیر نہیں بدل سکتی۔ فرمایا: وَانْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ کسی اور چیز کے ہم خواہاں ہیں۔ تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کوئی ایسا واقعہ ہونے والا ہے کوئی ایسی بات نازل ہونے والی ہے۔ جس کے نتیجہ میں حالات میں تبدیلی پیدا ہو گی اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اسوقت جو دکھائی دے رہا ہے وہ تو یہ ہے کہ یہ لوگ انکار کر بیٹھے ہیں اور بچائے نہیں جا سکتے۔ لیکن پردۂ غیب میں جو کچھ چھپا ہوا ہے وہ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اس لئے بھی اپنے عمل کو جاری رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ بہت سی ایسی باتیں ہیں جو حال میں ہوتے ہوئے بھی پردۂ غیب میں ہوتی ہیں اور مستقبل سے تعلق رکھنے والی غیب کی جو باتیں ہیں وہ تو بہر حال انسان سے اوجھل ہی رہتی ہیں فرمایا: تمہاری نظر میں یہ لوگ ہلاک شدہ ہیں۔ لیکن ان کے اندر کچھ تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں ان کے دلوں میں کچھ تحریکات چل رہی ہیں اور ان پر تمہاری نظر نہیں ہو سکتی ان پر اللہ تعالیٰ کی نظر ہو سکتی ہے فرمایا: اس لئے غیب کا علم سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔ نہ تمہیں حال کا علم ہے نہ تمہیں مستقبل کا علم ہے تم ظاہر پر فتوے لگاتے ہو لیکن قوموں میں جو تبدیلی آیا کرتی ہے تو بعض دفعہ مخفی تبدیلیاں آنی شروع ہو جاتی ہیں اور تمہیں ان کا اندازہ نہیں ہوتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اس قوم کے متعلق جس کے آپ اولین مخاطب تھے یعنی ہندوستان کے باشندگان جو بعد میں ہند و پاکستان کے باشندوں میں تبدیل ہوئے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ راہیں تبدیل کر دی جائیں گی نئے آسمان بنیں گے نئی زمینیں بنیں گی اور آزادی کی تبدیلی سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ البروج کی تفسیر میں یہ لکھا کہ ایسا وقت جب آجائے گا کہ جب احمدیوں کے گھر جلائے جائیں گے ان پر مظالم کئے جائیں گے ان کو جیلوں میں ٹھونسا جائے گا اور کوئی ان کا پرسانِ حال نہیں ہو گا اس وقت ان کی قربانیوں کے نتیجہ میں دلوں میں اندر اندر تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہوں گی اور بظاہر وہ دکھائی نہیں دیں گی لیکن بالآخر قوم کے اندر پیدا ہونے والے ردِ عمل بم کے ایک دھماکے کی طرح پھٹیں گے اور اس قوم میں سے احمدیوں کے فدائی، شیدائی، ان سے محبت کرنے والے اور احمدیت کی خاطر قربانیاں کرنے والے پیدا ہوں گے تو یہ وہی مضمون ہے جو قرآن کریم کی ان آیات میں بیان ہوا ہے اور مختلف آیات میں مختلف رنگ میں بیان فرمایا گیا ہے۔

پس داعیین الی اللہ کے لئے ان آیات میں بہت گہری نصیحت ہے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ بعض قومیں ضد کر بیٹھتی ہیں اور اڑ جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر بھی یہی ہے کہ جو ضد کرتے تھے گا اس کو زبردستی تبدیل نہیں کرے گا مگر یہ کہنا یعنی انسانی فتویٰ دینا کہ فلاں قوم ضد کر کے اس مقام تک پہنچ گئی ہے کہ اس پر حجت تمام ہو گئی ہے۔ یہ انسان کا کام نہیں ہے حقیقی فتویٰ اللہ دے سکتا ہے اس لئے انسان کا کام یہ ہے کہ ایسے مایوس کن حالات دیکھتے ہوئے بھی مایوس نہ ہو دشمن ہر وقت تمہارے مٹانے کی کوشش کر رہا ہے نکما تو نہیں بیٹھا ہوا تم کس طرح ہاتھ توڑ کر بیٹھ جاؤ گے یہ بچیں یا نہ بچیں اس سے قطع نظر تمہیں اس کام کو لازماً جاری رکھنا ہو گا جو تمہارے سپرد کیا گیا ہے اور ان سے کہہ دو کہ ٹھیک ہے تم بھی جو کچھ کر سکتے ہو کرتے چلے جاؤ اور جو ہمارے بس میں ہے ہم ضرور کرتے چلے جائیں گے پھر اس سے کہو کہ انتظار کرو کیونکہ اس لڑائی کا فیصلہ زمین پر نہیں بلکہ آسمان پر ہونا ہے تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں اور اس کی وجہ اور حکمت یہ بیان فرمائی کہ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ غیب تو اللہ کے پاس ہے تمہیں کیا پتہ کہ غیب کی کیا باتیں ہیں غیب سے منصۂ شہود میں کیا کیا چیزیں ابھرنے والی ہیں یہ ساری ایسی باتیں ہیں جن کا خدا تعالیٰ کے علم غیب سے تعلق ہے بندے سے تعلق نہیں پھر فرمایا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ اسی کی طرف ہر بات کو لوٹایا جاتا ہے امر کے لوٹائے جانے سے متعلق قرآن کریم میں بکثرت آیات موجود ہیں۔

لیکن امر کے خدا کی طرف لوٹائے جانے کا ایک مطلب قضاء و قدر کی تقدیر

کا ظاہر ہو جاتا ہے آسمان پر جو فیصلے ہیں ان کا زمین پر نازل ہونا یعنی

فیصلوں سے متعلق آخری اختیار

بندوں سے کھینچ لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر جاتا ہے۔ پھر آسمان سے ایک تقدیر بنائی جاتی ہے اور وہ تقدیر زمین پر نازل ہوتی ہے اور اس کے نتیجہ میں حیرت انگیز تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں چنانچہ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۱۱ میں فرمایا: هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ کیا وہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر اندھیروں کے پردوں میں جو بادلوں کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ ایک مثال دی گئی ہے کہ بادلوں میں جن کے اندر ظلمات ہوتی ہیں اور اندھیروں کے پردے ہوتے ہیں ان میں خدا تعالیٰ نازل ہو اور قُضِيَ الْأَمْرُ اور معاملے کا فیصلہ کر دیا جائے اس قسم کے فیصلہ کے متعلق فرمایا کہ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ۔ ایسے فیصلے اس وقت ہوتے ہیں جب تمام سارے امور کھینچ کر واپس اپنی طرف لے جاتا ہے جب دنیا والوں سے فیصلوں کی طاقت سلب کر لی جاتی ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ جب قوموں کے فیصلے زمین پر نہیں بلکہ آسمان پر کئے جاتے ہیں تو ایک تو یہ قضاء و قدر بھی ہے جس کے نتیجہ میں قومیں ہلاک کی جاتی ہیں لیکن ایک اور بھی ہے جس کے نتیجہ میں قومیں بچائی جاتی ہیں اور وہ قضاء و قدر وہ ہے جس کی اس آیت میں نصیحت فرمائی گئی ہے کہ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ اگر ہلاکت کی قضاء و قدر کا ظاہر ہونا ہوتا تو اس مضمون کو اس طرح بیان نہ فرمایا جاتا جیسے اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے اس میں امید کو زندہ رکھا گیا ہے اور فرمایا تو عبادت میں مصروف ہو جا اور عبادت کرتا چلا جا وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ اور اللہ پر توکل رکھ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ اور اللہ تعالیٰ اس بات سے غافل نہیں ہے جو تم لوگ اس دنیا میں کرتے رہتے ہو اور کرتے رہو گے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ بعض دفعہ جب قومیں ضد کر بیٹھتی ہیں اور ان کے بچنے کا بظاہر کوئی رستہ دکھائی نہیں دیتا تو اس وقت عبادت کے نتیجہ میں اور توکل کے نتیجہ میں آسمان سے فیصلہ کیا جاتا ہے اور اس فیصلے کا بھی انسانی کوشش سے ایک گہرا تعلق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ زبردستی کسی کو تبدیل نہیں کرتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسانی کوششوں کے نتیجہ میں جو بھی ماحصل ہو اس کا انسان کے انجام سے ایک گہرا تعلق ہے۔ وہ لوگ جو ضد کر بیٹھتے ہیں ان کو زبردستی بچایا نہیں جاتا۔ لیکن ایک تدبیر ایسی ہے جس سے ان کی ضد کی حالت بدل سکتی ہے۔ اور وہ دعا ہے اور وہ عبادت ہے۔ اگر تم عبادت پر زور دو تو خدا تعالیٰ ان کے اندرونی حالات کو بدل سکتا ہے اور ان کے اندر سے ہی پشیمانی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور جب ان کے اندر پشیمانی کے جذبات پیدا ہوں گے تو پھر خدا تعالیٰ کی دوسری تقدیر کہ پشیمان قوموں کو ہلاک نہیں کیا کرتا، وہ کار فرما ہو جاتی ہے اور پھر ایسی قوموں کو بچا لیا جاتا ہے۔

یہ دعا اور تدبیر کا بہت باریک تعلق ہے جس کو آخری علاج کے طور پر یہاں بیان فرمایا گیا یعنی نصیحت یہ ہے کہ وہ قومیں جو ضد کر بیٹھیں اور ان میں مصلحین نہ رہیں وہ ہلاک کی جاتی ہیں لیکن اگر مصلحین ان میں موجود ہوں اور کوشش کرتے رہیں تو پھر وہ بچائی جا سکتی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کسی کو زبردستی نہیں بچایا کرتا پھر فرمایا کہ یہ قوم جس کو تو مخاطب ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضد کے آخری مقام پر پہنچ چکی ہے اس لئے ان کو صاف یہ کہہ دے کہ تم کوشش کرو ہم بھی کوشش کرتے چلے جائیں گے۔ تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کریں گے اور ان کی اذیت بدلانے کے لئے تم عبادت پر زور دو عبادت پر مستعد ہو جاؤ اور خدا پر توکل رکھو اور یہ یقین کرو کہ زمین کے بعض فیصلے آسمان پر کئے جاتے ہیں اور جب خدا یہ فیصلے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے تو پھر سب سے زیادہ فیصلہ کن عبادت ہے پھر عبادت کے نتیجہ میں تقدیریں

بدلا کرتی ہیں۔ یہی وہ مضمون ہے جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی گہرائی کے ساتھ سمجھا اور ایک ایسی بات لکھی جو ۱۴۰۰ سال کے عرصہ میں سوائے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور کسی نے نہیں لکھی ایک عارف باللہ کا کلام اتنا نمایاں اور ممتاز ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑے دوسرے علماء بھی اس کی گرد کو نہیں پہنچ سکتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "اگر بارش کے لئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبیعہ جو بارش کے لئے ضروری ہوتے ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں......"

یعنی اسباب تو ضروری ہیں اور خدا تعالیٰ کی جو یہ تقدیر ہے یہ اپنی جگہ جاری و ساری رہے گی اس کو تم تبدیل نہیں کر سکتے تم اسباب کے نہ ہونے کے نتیجہ میں فیصلہ دیتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم دعا کرو تو اسباب بھی تو میں نے ہی پیدا کرنے ہیں۔ دعا اسباب پر غالب آجاتی ہے ان معنوں میں کہ پھر دعا کے نتیجہ میں خدا کی دوسری تقدیر حرکت میں آتی ہے اور اسباب پیدا کر دیتی ہے یہ وہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا

"... اور اگر قحط کے لئے بد دعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے اسی وجہ سے یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ

کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے"...

ارباب کشف اور کمال یعنی وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ کشوف کے ذریعہ اسرار غیب پر مطلع فرماتا ہے اور جو اپنے اندر صالحیت کے کمالات رکھتے ہیں۔ نیکی اور پاکیزگی کے کمال رکھتے ہیں ان پر یہ بات بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے۔ جو شخص کامل ہو اس کی دعا میں تخلیق کی ایک قوت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے رب کی صفت خالقیت سے وہ حصہ پاتا ہے چنانچہ جو چیز وجود میں نہیں ہے وہ اس کی دعا کی طاقت سے عدم سے وجود میں آجاتی ہے۔

"... یعنی باذنہ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے..." (دنیاوی) عالم پر بھی وہ تصرف کرتی ہے اور آسمان میں پیدا ہونے والی حرکتوں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے) ... اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے..." اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے مطلوب کے حق میں اس کی تائید میں ایک خاص پہلو کی جو تلاش رکھتا ہے وہ خاص پہلو ان دعاؤں کے نتیجہ میں پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جتنی تائیدی ہوائیں ہیں وہ چل پڑتی ہیں ..." خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں بلکہ اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے..."

آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے تمام صحیفوں میں اس کی مثالیں پائی جاتی ہیں صرف قرآن کریم کا سوال نہیں ہے تمام انبیاء کی کتب میں اور خدا تعالیٰ نے جو صحائف ان کو عطا فرمائے ہیں ان میں اس کی بکثرت مثالیں ملیں گی۔

"... اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے..." (آپ نے اعجاز کا جو نام سنا ہوا ہے کہ معجزہ دکھانا اور ایک بظاہر ناممکن چیز کا حیرت انگیز طور پر وقوع پذیر ہو جانا۔ فرمایا اس کی ایک قسم استجابت دعا سے تعلق رکھتی ہے") اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے..." اور یہ عبارت بھی بہت ہی لطیف ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام بڑا ہی معنی دار ہے آپ فرماتے ہیں" اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا ماضی میں جتنے بھی انبیاء نے معجزات دکھلائے یا جو کچھ کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے آئے ہیں (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کے اندر وہ عجائب دکھلانے والے ختم ہو گئے اور صاحب کرامات لوگ ختم ہو گئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کی دنیا میں پھر عجائب دکھلانے والے لوگ باقی نہیں رہے تو یہ نہیں فرمایا کہ وہ لوگ ختم ہو گئے ہیں بلکہ فرمایا کہ اب تک امت محمدیہ میں کوئی زمانہ بھی ایسا نہیں آیا جبکہ کرامات دکھانے والے عجائب دکھانے والے بزرگ، اولیاء موجود نہیں تھے میرے زمانے تک یہ ان کا کام جاری دکھاتے ہیں آخر پر بات ظاہر ہو گئی فرماتے ہیں ... میرے ذریعے سے خدا تعالیٰ ان اعجاز کو جاری و ساری فرماتا ہے؛ اور فرماتا

رہے گا۔

اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشہ دکھلا رہے ہیں۔ خوارق ایسی چیز کو کہتے ہیں جو عام عادت سے ہٹ کر ہو عام طور پر جو دستور دکھائی دیتا ہے اس سے ہٹ کر کوئی عجیب سی بات رونما ہو جو ظاہری قانون کے تابع دکھائی نہ دے تو اس کو خارق عادت یعنی عادت سے ہٹی ہوئی چیز کہتے ہیں فرماتے ہیں "قدرت قادر کا تماشہ دکھلا رہے ہیں" جو خوارق ہیں وہ خدا کے قانون پر غالب آنے کا تماشہ نہیں دکھاتے وہ قدرت قادر کا تماشہ دکھلاتے ہیں وہ یہ بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں نہاں در نہاں ہیں ایک قدرت کے پردے میں ایک دوسری قدرت بھی کارفرما ہوتی ہے۔ پس جس کو تم خارق سمجھتے ہو، جس کو تم سمجھتے ہو کہ یہ قانون سے ہٹی ہوئی چیز ہے وہ دراصل خدا کی ایک بالا قدرت کا تماشہ دکھا رہی ہوتی ہے۔ وہ کلام جو ایک ایسے عارف باللہ کا ہے جو خدا سے گہرا تعلق رکھنے والا ہے اور اسی سے نور پاتا ہے۔ اس کا سارا کلام اس الٰہی نور سے منور ہے۔ کتنا محتاط کلام ہے وہ کتنی باریک لطافتوں میں اتر [illegible] اور معارف کو پیش فرما رہا ہے۔

وہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی [illegible] اور جو مضمون بیان کیا تھا ان کے بارہ میں اب سنئے کہ ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی دعا سے کیا تعلق تھا اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے" ——— وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ——

کیسا خوبصورت کلام ہے

بیابانی ملک میں، صحرائی ملک ہے جس میں کچھ نہیں اُگتا نہ پانی ہے نہ زندگی کے آثار ہیں...... "بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے......"

نسلوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔

"...... اور آنکھوں کے اندھے بینا ہو گئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں ایک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا! (کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا!) وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں۔ جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں..."

وہ امّی جس کو کوئی دنیاوی علم نہیں ہے بے کس اور بے بس ہے ساری قوم اس کو چھوڑ بیٹھی ہے۔ اس کی ہلاکت کے درپے ہے کیسے ممکن تھا کہ وہ یہ حیرت انگیز معجزات دنیا کو دکھاتا وہ اس فانی فی اللہ کی دعائیں ہی تو تھیں جو اس نے راتوں کو اٹھ کر کیں اور انہوں نے دنیا میں ایک شور مچا دیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَآلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارَ رَحْمَتِکَ اِلَی الْاَبَدِ۔"

اے اللہ! سلامتی بھیج اور درود بھیج اور برکتیں بھیج اس وجود پر اور اس کی آل پر، کتنی برکتیں اور کتنی سلامتیاں بھیج! بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ جتنا اس کو اس امت کے لئے غم تھا، دکھ تھا اور ان غموں اور دکھوں میں وہ اس امت کی خاطر ہلکان ہوا کرتا تھا۔ جس شدت سے اس کے غم تھے۔ اور جس کثرت سے اس کے غم تھے اسی کثرت اور اسی شدت کے ساتھ تو اس کی آل پر رحمتیں نازل فرما اور [illegible] پر رحمتیں نازل

وہ کتنی عجیب [illegible]

[illegible]

(برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۱")

تو وہ داعی الی اللہ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے کوشش کو بھی انتہا تک پہنچا دیا اور دعا کو بھی بدرجہ کمال پہنچا دیا۔ لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا ان کو میں سمجھاتا ہوں کہ یہ ان کے نفس کا دھوکہ ہے جب کوششیں درجۂ کمال کو پہنچا دی جائیں اور مایوس ہوئے بغیر توکل کے ساتھ اور صبر کے ساتھ خدا کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے اور راتوں کو اٹھ کر ان لوگوں کے لئے دعا کی جائے جن کو بلانے کے لئے آپ کوشاں ہیں تو یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ دعائیں نہ مقبول ہوں۔ وہ لازماً کارگر ہوں گی لیکن اگر آپ دعائیں کرتے ہیں اور وہ مقبول نہیں ہوتیں تو ان میں کوئی نقص ہے۔

ایک ایسا نقص ہے جس کو میں نے محسوس کیا ہے اور جس میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ دعا کرنے والے جب دعا کرتے ہیں تو بڑی سخت گھبراہٹ میں گڑگڑاہٹ میں عموماً یہ کہتے ہیں کہ اللہ میرے وعدے کا وقت آ گیا۔ میرا وعدہ جو سال کا [illegible] میں کیا کروں گا میں نے تو ۱۰۰ کا وعدہ کیا تھا ایک بھی نہیں بن رہا اپنے حوالے سے دعائیں کر رہے ہوتے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی دعاؤں کی قبولیت کا یہ راز بتایا گیا کہ آپ یہ فرماتے تھے کہ اے اللہ میں کیا کروں گا میں کن لوگوں میں شمار ہوں گا اگر یہ بری قوم ہلاک ہو گی تو مجھے شرمندگی ہو گی۔ ہرگز یہ نہیں فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تجزیہ فرمایا ہے کہ آپ کو ان لوگوں کا بے حد غم تھا۔ ان کی ہلاکت کا فکر تھا جو آپ کو دامنگیر تھا ان کے لئے آپ کی جان ہلاک ہو رہی ہوتی تھی۔ بنی نوع انسان سے اس قدر گہرا تعلق تھا ان سے ایسی سچی ہمدردی تھی کہ ان کے لئے، ان کی بھلائی کے لئے آپ راتوں کو اٹھ کر رو رو کر دعا کرتے تھے اپنی ذات کے لئے دعائیں نہیں کیا کرتے تھے بلکہ یہ عرض کیا کرتے تھے کہ ان کے غم میں ہلاک ہوا جا رہا ہوں اور اس مضمون کو قرآن کریم نے دوسری جگہ بڑی شان اور وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے یہی طرز دعا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی فرماتے ہیں۔

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

راتوں کو اٹھ اٹھ کر استغفار کرتے تھے اور دردناک دعائیں کرتے تھے کہ لوگوں کی بھلائی ہو اور ان کی خاطر کہ خدا اس قوم کو بچا لے

پھر فرماتے ہیں ۔۔

اک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اے میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار

اے خدا! تمام عالم پیاس سے مرا جا رہا ہے تو اے میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار پھیر دے۔ تو بنی نوع انسان کے لئے جو ہم و غم ہے اس میں اگر شدت پیدا ہو اور انسان دوسرے کے لئے گہری تکلیف محسوس کرے تو اس سے دعاؤں میں ایک طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور اگر صرف اپنی نیک نامی کا فکر رہے تو آپ خواہ کتنے زور شور سے دعائیں کر رہے ہوں وہ دعائیں خطا جانے والے تیروں کی طرح خالی جانے والی ہوتی ہیں۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کو آپ گہری نظر سے پڑھیں تو ان میں حیرت انگیز طور پر ہمارے ان مسائل کا حل موجود ہے جو ہمیں لا ینحل دکھائی دیتے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کوئی حل نہیں ہے۔ ہم نے کوششیں بھی کر دیں ہم نے دعائیں بھی کر دیں پھر بھی کوئی نتیجہ پیدا نہیں ہوتا۔ پس داعی الی اللہ کے دل میں اگر بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور پیار ہے اور جن کے لئے دعا کرتا ہے اُن کی ہلاکت سے وہ خود اپنے آپ کو ہلکان کر رہا ہے تو پھر یقین جانیں کہ اس کی دعائیں ضرور رنگ لائیں گی جس طرح پہلے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانے میں وہ معجزات دکھا چکی ہیں اس زمانہ میں بھی دکھائیں گی لیکن اس میں اس حکمت کو مزید شامل کریں کہ ہوا کے رخ پر چلنے والوں کی رفتار ہمیشہ ہی ہواؤں کے مخالف چلنے والوں سے [illegible] کرتی ہے آپ کی دعا اگر ہلکی چلنے والی ہے لیکن تیز [illegible] تو وہ بھی تیز رفتار ہو [illegible]

[illegible]

کی ہیں ان کا حوالہ دے کر اپنی دعاؤں کو اس آندھی میں شامل کر دیا کریں تو ان کے ساتھ آپ کی دعاؤں میں ایک نئی قوت اور تیز رفتاری رونما ہوگی جو اس سے پہلے کبھی آپ کے مشاہدے میں نہیں آئی ہوگی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے "الی الابد" لکھا ہوا ہے کہ جس طرح تیرا غم دعائیں بن کر ابد تک اُن کے لئے رحمتیں چھوڑ گیا ہے اسی طرح اے میرے خدا! تو اپنے اس پیارے بندے کے لئے ہمیشہ ہمیش کے لئے اسی غم اور اسی دکھ اور اس کی ہمیشگی کے جاری ہونے کی نسبت سے ہمیشہ اس پر رحمتیں نازل فرماتا رہ۔ تو آپ کی دعائیں تو آج بھی جاری ہیں، ان دعاؤں میں اپنی دعائیں شامل کر دیں تو ان دعاؤں کا فیض آپ کی دعاؤں کو ملے گا۔ ان میں ایک نئی طاقت پیدا ہوگی۔ ان میں حیرت انگیز معجزے دکھانے کی شان پیدا ہو جائے گی، ان کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔ پس دعاؤں سے غافل نہ ہوں اور امید رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ضرور دعاؤں کے نتیجہ میں قوموں کی تقدیریں بدل دیا کرتا ہے۔ وہ اسباب پیدا کر دیا کرتا ہے جو اسباب قوموں کے حالات بدلنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔

پس اس پہلو سے اب واپس پاکستان کی طرف پلٹ کر دیکھتے ہیں۔ میرے سامنے اس وقت خصوصیت کے ساتھ پاکستان اور پھر ہندوستان کے مسلمان ہیں۔ دن بدن ان کے حالات بگڑ رہے ہیں۔ اگر دعا کی غیر معمولی تقدیر ان کو بچانے کے لئے آسمان سے نہ اُتری اور اس پہلو سے امر کا خدا کی طرف لوٹنا اور پھر زمین پر نازل ہونا یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی دُعا امر الٰہی بن کر آسمان پر اٹھی ہے اور امر الٰہی بن کر نازل ہوئی ہے۔ خدا کے اذن اور اس کی توفیق سے ہی آپ کو دعا کی توفیق ملی اور اس میں ایک ایسی غیر معمولی قوت پیدا ہوئی کہ وہ آسمان تک رفع کر گئی اور پھر آسمان سے وہ امر نازل ہوا جس نے زمین کی تقدیر بدل دی ہے۔ پس اس پہلو سے جب ہم خصوصیت سے پاکستان کے اور ہندوستان کے مسلمانوں کے حالات دیکھتے ہیں اور اسی طرح باقی دنیا کے مسلمانوں پر بھی نظر ڈالتے ہیں تو ایک تکلیف دہ بات یہ دکھائی دیتی ہے کہ قرآن کریم کا بیان کردہ یہ اصل وہ بالکل بھلا چکے ہیں کہ جب تک لوگ صالح نہ ہوں اس وقت تک ان قوموں کو ہلاکت سے بچایا نہیں جا سکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سارے عالم اسلام میں یہ اطلاع ہی نہیں ملی کہ قرآن کریم نے یہ نسخہ بیان فرمایا ہے۔ وہ ایک نیا نسخہ بنا رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب تک شریعت کا قانون نازل نہ کیا جائے اس وقت تک قومیں بچ نہیں سکتیں۔ اب

پاکستان میں دن بدن حالات بد سے بدتر ہوتے چلے جارہے ہیں

بداخلاقی اپنے درجۂ کمال تک پہنچ چکی ہے۔ بے حیائی، ظلم، سفاکی، ڈاکے، معصوم بچوں کو اس وجہ سے قتل کر دینا کہ ان کے بدلے ان کو پیسے نہیں دیئے گئے۔ غریب ماں باپ پر اتنے بڑے بڑے تاوان ڈالے جاتے ہیں کہ ان کو یقین بھی ہو کہ بچہ ہلاک کر دیا جائیگا تب بھی وہ تاوان نہیں دے سکتے۔ یہاں تک ظلم پہنچ گیا ہے اور علماء کا تجزیہ یہ ہے کہ یہ ساری تباہیاں اس لئے ہیں کہ پاکستان کی حکومت شریعت کا قانون جاری نہیں کرتی۔ اگر شریعت کا قانون جاری کر دے تو ہماری قوم بچ جائے گی۔ اور چونکہ شریعت کا قانون جاری نہیں کرتی اس لئے خدا تعالیٰ بندوں کو حکم دے رہا ہے کہ تم سفاک، ظالم، بد خلق، بدطینت ہو جاؤ اور ہر لحاظ سے بدیوں میں ڈوب جاؤ۔ سب کچھ ہو جاؤ۔ سوائے نیکی کے ہر راہ اختیار کرو۔ یہ ان کی عقلیں بتا رہی ہیں اور عجیب عقلیں ہیں جو ان کو یہ سمجھا رہی ہیں کہ یہ ہلاکت کی اصل وجہ یہ ہے حالانکہ میں نے آپ کے سامنے جو آیات تلاوت کی تھیں ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ۔ فرمایا اگر ہمارے عذاب سے کسی بستی نے بچنا ہے تو اس کے اہل کو مصلحون ہونا پڑے گا۔ یہ نہیں فرمایا کہ شریعت کا قانون جاری کرنا پڑے گا۔ اگر لوگ بدبخت ہیں، لوگ گندے ہیں، ظالم ہیں، سفاک ہیں تو شریعت کا قانون کیسے ان کو بچا سکتا ہے۔ شریعت کا قانون تو جاری ہو چکا ہے۔ ان بے وقوفوں کو یہ بھی سمجھ نہیں آرہی۔ وہ انہوں نے جا کر تھوڑا کرنا ہے۔ وہ تو چودہ سو سال پہلے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر نازل ہو کر جاری ہو چکا ہے اور اس قانون پر عمل کرنے سے دنیا کی کوئی حکومت روک نہیں رہی کیا پاکستان کی حکومت نے یہ قانون بنا دیا ہے کہ جب تک ہم شریعت کو نافذ نہ کر دیں کسی مسلمان نے سچ نہیں بولنا کسی مسلمان نے حسن خلق سے کام نہیں لینا۔ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر قسم کی بے حیائیوں میں مبتلا ہو جائے۔ شرابیں پیئے۔ ڈاکے مارے۔ غریبوں کے مال ضبط کرے۔ معصوم بچوں کو ہلاک کرے۔ ہر قسم کی بدامنی پھیلانے کی تمام کاروائیوں میں مصروف ہو جائے کیونکہ ہم نے ابھی شریعت کے نافذ کرنے کا فیصلہ نہیں کیا۔ کس قدر بے وقوفوں والی بات ہے۔ شریعت ملاں نے نافذ کرنی ہے؟ شریعت تو اللہ نازل فرما چکا اور ہر مسلمان پر شریعت پر عمل فرض ہو چکا ہے اور کوئی حکومت اس سے مسلمان کو روک نہیں سکتی صرف احمدیوں کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں یعنی شریعت کے نزول کی خبر ان کو تو ہوئی نہیں، احمدیوں کو ہوئی ہے وہ بیچارے شریعت پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور حکومت کہتی ہے نہیں ہم نے نہیں شریعت پر عمل نہیں کرنے دینا اور جو عمل نہیں کرتے ان پر اگر یہ ڈنڈا بھی چلائیں گے تو وہ نہیں کریں گے۔ اور ملاں یہ کہتا ہے کہ نہیں ڈنڈا چلاؤ گے تو شاید یہ عمل کر لیں اور اسی وجہ سے قوم ہلاک ہو رہی ہے کہ تم شریعت نازل ہی نہیں کر رہے حالانکہ ان کو پتہ ہی نہیں کہ ۱۴۰۰ سال پہلے سے شریعت نازل ہوئی ہوئی ہے۔ ابھی تک ان کو اس بات کی خبر ہی نہیں ہوئی اور اگر مسلمان شریعت پر عمل نہیں کر رہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شریعت پر عمل نہیں کر رہے تو ضیاء یا نواز شریف کی شریعت پر کیسے عمل کریں گے۔ کیا یہ خدا سے بڑے لوگ ہیں۔ ان کو علم ہے کہ شریعت، محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) پر خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھی۔ پھر بھی اگر وہ عمل نہیں کر رہے اور یہ انتظار کر رہے ہیں کہ ضیاء یا نواز شریف کا قانون جاری ہو تو ہم پھر عمل شروع کریں تو اس شریعت پر عمل کرنے سے تو بہتر ہے کہ جہنم میں چلے جائیں کیونکہ جو شریعت خدا کی خاطر نہیں بلکہ بندے کی خاطر اطلاق پاتی ہے تو اس شریعت کی کوئی بھی حقیقت نہیں وہ شرک ہے۔ پس یہ بیوقوفی کی حد ہے۔ اس قوم کو اگر بچانا ہے تو وہی نسخہ استعمال کرنا ہوگا۔ جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ وہاں نفاذِ شریعت کا حکومت کے تعلق میں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ نفاذِ شریعت کا بندوں، انسانوں کے تعلق میں ذکر ملتا ہے۔ فرمایا ہے لوگ مُصلح ہو جائیں گے۔ اپنی اصلاح کریں گے اور دوسروں کی اصلاح کریں گے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ وہ بچائے جائیں گے۔ یہ مشکل ہے جو ہمیں درپیش ہے اور ہم اب تک جو کوشش کر چکے ہیں اس کا کوئی نتیجہ ظاہر نہیں ہو رہا اور بعض دفعہ احمدی مایوس ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں شاید اس قوم کے ہلاک ہونے کا وقت آگیا ہے، بگڑے جانے کا وقت آگیا ہے۔ یہ ساری صورت حال سمجھا کر میں آپ کو دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ یقین رکھیں کہ جو کچھ ہمیں نظر آرہا ہے، ہم عالم الغیب نہیں ہیں مگر جو کچھ ہمیں نظر آرہا ہے وہ یہ ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی امت میں بنیادی طور پر بہت سی خوبیاں مضمر ہیں۔ ان کے اندر بہت سی فطری نیکیاں چھپی ہوئی ہیں۔ ذرا اس مٹی کو نم کرنے کی ضرورت ہے۔ سوز و گداز پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور وہ آپ کی آنکھوں کے پانی سے نم ہوگی۔ آپ کا سوز و گداز ہے جو امت محمدیہ کے ان غافلوں کے دلوں کی طرف منتقل ہوگا۔ اور ان کے اندر زندگی کی گرمائی پیدا کر دے گا۔ پس دعائیں کریں اور دعاؤں سے غافل نہ ہوں۔ اپنے عمل کو جاری رکھیں۔ جو کوششیں ہیں ان سے باز نہ آئیں اور یاد رکھیں کہ دشمن اپنی کوششیں کرتا چلا جائیگا آپ کو بھی یہی حکم ہے کہ آپ نے لازماً ان کوششوں پر ثبات دکھانا

ہے، مضبوطی سے قائم ہوتا ہے اور پھر

وہ دعائیں کریں جو دعائیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیں

اور اس انداز سے دعائیں کریں جس انداز سے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دعائیں کیں پھر آپ کو یہ حق ہے کہ ان کو کہیں تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کریں گے۔ پھر یقیناً آپ کے حق میں ویسی ہی تقدیر نازل ہوگی جیسی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نازل ہوئی تھی اور صدیوں کے مُردے قبریں پھاڑ کر زندہ ہوکر زمین سے باہر نکل آئے تھے اور بشتوں کے بگڑے الٰہی رنگ پکڑ گئے تھے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور ہم اپنی آنکھوں سے یہ ہوتا دیکھ لیں۔ یہی ہماری زندگی کا مقصد اور مطلوب ہے اے خدا ایسا ہی کر۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ الودود نے فرمایا:۔

انشاء اللہ آئندہ جمعہ سے پہلے میں سفر کرنے والا ہوں اور انشاء اللہ فرانس اور سپین وغیرہ میں کچھ ہفتے گزار کر واپس آؤں گا۔ اس عرصہ میں آئندہ جمعہ تو پیرس میں ہوگا وہ ویڈیو ہم انشاء اللہ تعالےٰ اسی رات کو یہاں بھجوا دیں گے اور آئندہ کے متعلق یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ایک جمعہ کی ویڈیو اسی طرح سٹیلائیٹ کے ذریعہ اگلے جمعہ دکھائی جائے تاکہ جن دوستوں کو ایک دفعہ عادت پڑ گئی ہے اور شوق پیدا ہو چکا ہے ان کو اس عرصہ میں بھی کچھ نہ کچھ دیکھنے کے لئے ملتا رہے باقی انشاء اللہ ایسی پہ فوری ۱۷٫۷ خطبہ کا جو یہ سلسلہ جاری ہے وہ اسی طرح پھر جاری ہو جائے گا۔ سفر میں ہر پہلو سے کامیابی کے لئے احباب دعائیں ضرور کرتے رہیں۔ (نوٹ: مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ (ادارہ)

بقیہ صفحہ ۱۰

پہلے یعنی ۱۹۰۲ء میں میرے والدین احمدی ہو چکے تھے اور میں اپنی ذات میں اس بات کی کشش پاتا تھا کہ غالباً جلد یا بدیر میں خود بھی احمدی ہو جاؤں گا۔ والدین سے بھی پہلے ہمارے خاندان میں سب سے پہلے میرے ماموں خان صاحب برکت علی صاحب شملوی احمدی ہوئے جہاں تک میرا مشاہدہ تھا اور میرا دینی علم میری راہ نمائی کرتا تھا وہاں تک احمدی افراد کا طرز عبادت اہل حدیث سے بہت ملتا تھا۔ جہاں جہاں ان کے عمل در آمد میں حنفیوں کی طرز عبادت سے کوئی اختلاف پایا جاتا تھا اسکی جب تحقیقات کی جاتی تھی تو معلوم ہوتا تھا کہ احمدی لوگوں کا طرز سنت اور حدیث کے مطابق صحیح ہے۔ اس سے ایک گونہ کشش مجھے احمدیت کی طرف کھینچتی تھی لیکن حیات و وفات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ بڑے زور سے سدِّ راہ بنا ہوا تھا۔ ہمارے خاندان میں سب سے پہلے احمدی (جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے) حضرت خان صاحب منشی برکت علیؓ تھے جو میرے حقیقی ماموں تھے انہوں نے میرے نام انگریزی رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاری کروا دیا اور پھر میرے مطالعہ کے لئے مرزا خدا بخش صاحب مرحوم کی کتاب "عسلِ مُصفّیٰ" بھی ارسال فرمائی مجھے ان دنوں اردو کا لٹریچر پڑھنے کی طرف بالکل توجہ نہ تھی اس لئے میں نے کتاب عسلِ مصفیٰ بغیر پڑھے واپس کردی۔ ہمارے خاندان میں ایک برات کے موقع پر حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و وفات کا مسئلہ چھڑ گیا وفات کے دلائل میرے ماموں حضرت خان صاحب دیتے تھے۔ میں ان کی تردید کرتا تھا۔ اس مباحثہ میں ساری رات گذر گئی۔ دوسرے روز صبح ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد پھر گفتگو چھڑ گئی اور شام تک ہوتی رہی اگلی رات کو ہم لوگ پھر بحث کے لئے تیار ہو رہے تھے کہ حضرت والد صاحب نے اس سلسلے کو بند کر دیا۔ اس گفتگو کا جو اثر میرے دل پر ہوا وہ یہی تھا کہ ہمارا پلہ بھاری رہا ان دنوں میرا قیام سرکاری ملازمت کی وجہ سے فیروز پور میں ہوتا تھا اور میرے والدین کی رہائش اپنے گاؤں موضع صریح تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں تھی اس لئے ہماری ملاقات بہت دیر بعد ہوتی تھی۔ میرے اور والد صاحب کے مابین مذہبی گفتگو کا طریق یہ ہوا کرتا تھا کہ اگر میں نے کوئی سوال کیا ہے اور انہیں اس کا فوری جواب نہیں سوجھا تو وہ فرما دیتے کہ اس پر پھر گفتگو کریں گے اسی طرح اگر مجھے کسی جواب کے متعلق شرح صدر نہ ہوتی تو میں مہلت مانگ لیتا اس طرح ہمارے درمیان کوئی خیال ہار جیت کا نہیں ہوتا تھا۔ جب کبھی میں اپنے گاؤں کو جاتا تو جماعت احمدیہ کے مقامی افراد میرے پاس آ بیٹھتے اور مذہبی گفتگو شروع کر دیتے۔ ایک دفعہ ایسی ہی مجلس ہو رہی تھی کہ حضرت والد صاحب ہمارے پاس سے گذرے اور مکان کے اندر جاکر قرآن شریف لے آئے اور سورہ مائدہ کی فلما توفیتنی والی آیت میرے سامنے رکھ دی اور فرمانے لگے کہ آپ اس پر غور کریں۔ جب میں نے اس مقام پر غور کیا تو فوراً اس نتیجہ پر پہنچ گیا کہ اس سے تو حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ لیکن میں نے اس وقت ان سے یہی کہا کہ اس کا جواب میں سوچ کر دوں گا۔ فیروز پور واپس آکر میں نے ان آیتوں کے متعلق مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی سے جن کے ساتھ میرے مراسم کئی سالوں سے قائم ہو چکے تھے پوچھ بھیجا لیکن ان کی طرف سے کوئی تسلی بخش جواب نہ آیا اس طرح حیات مسیح کا مسئلہ جو میرے احمدیت کی طرف آنے میں رکاوٹ بنا ہوا تھا حل ہوگیا۔ فیروز پور میں میری نشست برخاست مرزا ناصر علی صاحب وکیل مرحوم (برادر اصغر سر مرزا ظفر علی) کے ساتھ تھی اور احمدیت کے متعلق ہمارے درمیان تبادلۂ خیالات ہوتا رہتا تھا مجھے کبھی بھی یہ خیال نہ آیا کہ احمدیت قبول کرنے کے متعلق جلدی کرنی چاہیئے البتہ جو مسئلہ ہمارے سامنے آتا تھا وہ آہستہ آہستہ حل ہوتا رہتا تھا۔ اتنے میں فیروز پور کی جماعت احمدیہ نے اپنا ایک تبلیغی جلسہ کرنا چاہا اور جو اشتہار اس جلسے کے متعلق وہ دینا چاہتے تھے اس پر مجھ سے اور مرزا ناصر علی صاحب مرحوم سے بطور داعیان جلسہ دستخط کروا لئے۔ مرزا ناصر علی صاحب بھی اس وقت غیر احمدی تھے۔ ہمارے دستخط کر دینے پر غیر احمدی مسلمانوں کو بہت رنج ہوا اور انہوں نے مجھے جلسہ میں شامل ہونے سے روکنا چاہا لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے اس پر انہوں نے یہ زور دیا کہ احمدی جماعت کے جلسہ کے مقابل پر ہم بھی اپنا جلسہ کریں گے اور اس کے اشتہاروں پر بھی بطور داعیان جلسہ آپ دستخط کردیں چنانچہ ہم نے ان کے اشتہاروں پر بھی دستخط کر دیئے ان کا جلسہ احمدی جماعت کے جلسہ سے ایک مہینے بعد ہوا۔ ان کے دلائل نہایت نامعقول ہوتے تھے اور مجھے کئی دفعہ یہ تحریک ہوئی کہ میں یہیں کھڑا ہوکر اپنے احمدی ہو جانے کا اعلان کردوں مگر ابھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا وقت نہیں آیا تھا۔ اس کے بعد مرزا ناصر علی صاحب مرحوم نے خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کا ایک لیکچر اپنے اہتمام کے ماتحت کروانے کا فیصلہ کیا۔ اس اثنا میں احمدیت کے متعلق میری تحقیقات قریباً مکمل ہوگئی صرف ایک سوال رہ گیا اور وہ یہ کہ اگر حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ اپنے دعویٰ میں سچے بھی ہوں تو جو شخص خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مانتا ہے اور قرآن شریف پر حتی الوسع عمل کرتا ہے اس کو آپؑ کی بیعت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جو جواب حکیم محمد عمر صاحب کے توجہ دلانے پر حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی طرف سے موصول ہوا اس سے میرے اوپر بیعت کرنے کی ضرورت واضح ہوگئی۔ یہ جواب، خواجہ کمال دین صاحب کے لیکچر سے چند روز قبل موصول ہوا تھا اور اسی وقت سے میں نے بیعت کرنے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن مقدر یہ تھا کہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے لیکچر کے بعد جو میری اپنی صدارت میں ہو رہا تھا میں قبول احمدیت کا اعلان کروں اور میں نے اس وقت کہا بھی یہ تھا کہ جو تحقیقات میں آہستہ آہستہ کر رہا تھا وہ ختم ہوگئی ہے اور میں اس وقت اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں داخل کرتا ہوں۔ احباب جماعت کو اس سے بہت خوشی ہوئی۔ بعض نے شکر کے سجدے ادا کئے۔ الحمدللہ

باقی آئندہ

خود نوشت حالات زندگی

حضرت خانصاحب مولوی فرزند علی رضی اللہ عنہ

مکرم شیخ خورشید احمد صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل، حال مقیم ٹورانٹو کینیڈا

حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب رضی اللہ عنہ، سابق امام مسجد فضل لندن کے حالات زندگی پر خاکسار کا ایک مضمون "الفضل" میں گذشتہ سال شائع ہو چکا ہے۔ اب ایک پرانی کاپی میں سے آپ کے وہ حالات زندگی بھی مجھے مل گئے ہیں جو آپ نے خود ۱۹۵۴ء میں لکھوائے تھے اور جن میں آپ نے اپنی تعلیم ملازمت اور پھر قبول احمدیت کے حالات بیان کئے تھے

حضرت خان صاحب کے حالات زندگی اس لحاظ سے خاص اہمیت رکھتے ہیں کہ آپ سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ کے نہایت قریبی رفقائے کار میں سے تھے اور قدرت ثانیہ کے بابرکت طویل دور میں آپ کو جماعتی ذمہ داریوں کے بڑے اہم عہدوں پر کامیابی کے ساتھ کام کرنے کی توفیق حاصل رہی پہلے اپنی سرکاری ملازمت کے دوران آپ راولپنڈی اور فیروزپور کی احمدی جماعتوں کے نہایت کامیاب اور مثالی امیر جماعت رہے۔ ریٹائر ہوتے ہی آپ پانچ سال تک (۱۹۲۸ء تا ۱۹۳۳ء) مسجد فضل لندن کے امام کی حیثیت سے خدمات بجالاتے رہے پھر واپس قادیان آنے پر آپ تین سال تک ناظر امور عامہ رہے اور پھر دس سال تک ناظر بیت المال کے عہدے پر فائز رہے ۲۲ مئی ۱۹۴۶ء کو حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ کے حکم پر آپ نے مستقل طور پر ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کے عہدے کا چارج لیا۔ اگلے ہی روز ۲۳ مئی ۱۹۴۶ء کو آپ بعارضہ فالج بیمار ہو گئے۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۰ء میں بیماری کی حالت میں آپ کو پھر ناظر بیت المال کی ذمہ داری سونپ دی گئی اس عہدے پر آپ ۱۹۵۴ء کے آخر تک (جبکہ آپ پر دوبارہ فالج کا شدید حملہ ہوا) کام کرتے رہے آپ کے لکھوائے ہوئے مختصر حالات زندگی افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

"میرے بعض دوستوں نے اس بات کی خواہش ظاہر کی ہے کہ میں اپنی زندگی کے واقعات اشاعت کے لئے خود لکھوا دوں۔ ممکن ہے کہ ان کا مطالعہ کسی کو فائدہ پہنچائے۔ کم از کم اس میں غیر معتبر اور رطب و یابس قسم کے واقعات شامل نہ ہوں گے احباب کی اس خواہش کی تعمیل میں صرف یعنی چیدہ چیدہ واقعات لکھواؤنگا

میری تاریخ پیدائش ۲۰ اکتوبر ۱۸۷۳ء ہے۔ میری ابتدائی زندگی ۹ برس کی عمر تک ایک گاؤں موضع صریح ضلع جالندھر میں گزری جہاں میں نے پانچویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ یہ تعلیم میں نے اپنے والد صاحب مرحوم (مولوی حکیم عمر دین صاحب ولد غلام محی الدین صاحب حکیم) سے حاصل کی اس کے بعد میں نے ایک سال سپیشل کلاس میں گزار کر انگریزی کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد آٹھویں جماعت تک علاوہ دوسرے مضامین فارسی کا علم بھی حاصل کیا لیکن چونکہ درجہ مڈل کے بعد ہائی کلاسز میں فارسی کے پڑھانے کا کوئی انتظام نہ تھا اس لئے دوسری زبان کے طور پر مجھے عربی کے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بنیاد اس چیز کی رکھی گئی کہ جو تھوڑا بہت علم عربی زبان کا میں نے دو سالوں میں حاصل کیا وہ آئندہ زندگی میں مجھے فائدہ دے سکے

میرے والد صاحب مرحوم کا نقطۂ نظر طالب علموں اور بچوں کے متعلق یہ تھا کہ ان کی تادیب سختی ضروری ہے۔ میں چونکہ ان کا سب سے بڑا لڑکا تھا اس لئے ان کو پہلا تجربہ کرنے کے لئے مجھے ہی تختۂ مشق بنانا پڑا۔ اپنی بچپن کی زندگی میں تو قدرتاً یہ طریقہ مجھے ناپسند تھا۔ مگر اصل بات یہی ہے کہ اس طریق نے مجھے بہت فائدہ پہنچایا اور میں اب اس طریق عمل کی وجہ سے جو دینی اور دنیوی قسم کا فائدہ مجھے پہنچا اس کے لحاظ سے میں اپنے آپکو اپنے والد صاحب مرحوم کا بہت شکر گزار پاتا ہوں۔ تعلیمی زمانہ گزرنے کے بعد جس محبت اور شفقت کا اظہار میرے ساتھ میرے والدین مرحومین کی طرف سے ہمیشہ ہوتا رہا اس کو بھی خدا تعالیٰ کا خاص انعام سمجھتا ہوں میری دنیاوی تعلیم کی ابتدا کا ذکر اوپر گزر چکا ہے اس کے بعد میں نے تعلیم جالندھر شہر میں پائی جو ہمارے گاؤں سے پندرہ سولہ میل کے فاصلے پر تھا۔ میرے والد صاحب نے اپنے اوپر یہ لازم کیا ہوا تھا کہ ہر ہفتے میری تعلیمی نگرانی کرنے کے لئے جالندھر پہنچ جاتے اور دو راتیں گزار کر واپس تشریف لے جاتے۔ اس طرح سے میرے آٹھ جماعتیں پاس کرنے میں ان کا بہت سا دخل رہا ہے۔ دینی لحاظ سے میرے والد صاحب معتقدات سو حنفی تھے اس لئے میری مذہبی تعلیم میں شرک کو کسی طرح کا دخل نہیں ہوا۔ کیونکہ جس قسم کی تھوڑی بہت شرک کی ملونی ہمارے ننھیال یا ددھیال میں پائی جاتی تھی اس کا مقابلہ میرے والد صاحب مرحوم بڑی سختی کے ساتھ کرتے تھے میری چھ برس کی عمر ہو جانے پر انہوں نے مجھے نماز کا سبق سکھانا شروع کر دیا اور نمازوں کے پڑھنے کی تاکید بھی قدرتاً فرماتے رہتے تھے۔ اس ابتدائی تربیت کا اثر میری بعد کی زندگی میں ہمیشہ رہا۔ بعد ازاں (جیسا کہ آگے چل کر لکھا جائیگا) میرے احمدیت کو قبول کرنے میں بھی میرے والد صاحب کا بہت دخل تھا۔

ملازمت:- ۱۸۹۰ء میں میں نے انٹرنس کا امتحان پاس کیا لیکن قبل اس کے کہ امتحان میں پاس ہونے کی اطلاع ملتی میرے ایک خالو کی سفارش پر سرکاری ملازمت کی پیشکش آگئی۔ لیکن اس پہلے دفتر میں میں نے صرف چودہ پندرہ مہینے ملازمت کی اور اس کے بعد میری تعیناتی انسپکٹر جنرل آف آرڈیننس کے دفتر میں ہو گئی جو اس وقت کلکتہ میں تھا۔ اگرچہ چند مہینے بعد راولپنڈی آجانے والا تھا۔ اس دفتر کا چیف کلرک ایک فوجی انگریز تھا جو میرے ساتھ ہمیشہ ہی بڑی مہربانی سے پیش آتا رہا۔ اس دفتر میں میرے داخل ہونے سے قبل تمام سٹاف (سوائے چیف کلرک اور ایک اور انگریز کے) تمام بنگالی ہندوؤں پر مشتمل تھا۔ بنگالی ہندوؤں کا یہ خاصا تھا کہ وہ پنجابی ہندوؤں کو بھی پسند نہ کرتا تھا۔ تو میرا وجود پنجابی مسلمان ہونے کی حیثیت میں ان کو کس طرح نہ کھٹکتا؟ لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اور انگریز افسروں کے حسن سلوک کی وجہ سے میں نے وہاں کام بھی سیکھ لیا اور ترقی بھی کرتا گیا حتیٰ کہ چونکہ اس دفتر میں ہندوستانی کلرکوں کے لئے -/۸۰ روپے کے گریڈ سے آگے ترقی بند کر دی گئی تھی اس لئے فروری ۱۹۰۷ء میں مجھے فیروزپور کے قلعہ کا ہیڈ کلرک بنا کر وہاں تبدیل کر دیا گیا۔ ۱۹۰۷ء میں میں نے ایک روز اتوار کو مندرجہ بالا چیف کلرک سے ملاقات کی جس کا مقصد صاحب موصوف کو اس طرف توجہ دلانا تھا کہ آرڈیننس کے پورے محکمہ میں مسلمان کلرکوں کو بھرتی کیوں نہیں کیا جاتا؟ کیونکہ انسپکٹر جنرل آرڈیننس کے دفتر کو چھوڑ کر تمام محکمہ میں جو پورے ہندوستان اور برما میں پھیلا ہوا تھا سوائے صرف الہ آباد میں ایک مسلمان کلرک تھا اور وہ بھی کسی چھوٹے گریڈ میں متعین تھا۔

چیف کلرک صاحب موصوف نے میری توقع کے مطابق یہی جواب دیا کہ مسلمانوں میں قابل لوگ نہیں ملتے۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ غلط ہے اور چند منٹ کی اس ملاقات میں میں نے ان کو قائل کر لیا کہ مطلوبہ لیاقت کے مسلمان کافی تعداد میں مل سکتے ہیں۔ مگر انکو لیا نہیں جاتا۔ انہوں نے بہت ہمدردی

کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اگر آپ اس مضمون کی درخواست پیش کریں تو میں اس کی حمایت کروں گا اور سرکلر جاری کر دیا جائے گا کہ مسلمانوں کو ملازم رکھنے کی طرف خاص توجہ دی جائے۔ ان دنوں راولپنڈی میں تحصیلدار اور افسر مال مسلمان تھے ان کے علاوہ اور بھی کچھ مسلمان افسر تھے اور مسلمانوں میں ایک طرح کی تنظیم جیسی موجود تھی۔ میں نے جب مندرجہ بالا واقعہ کا دوستوں سے ذکر کیا تو تحصیلدار صاحب نے جو بہت فہیم اور تجربہ کار افسر تھے مجھے مشورہ دیا کہ سرکلر جاری کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ البتہ یہ کرنا چاہیئے کہ جہاں کہیں کوئی اسامی خالی ہو اس میں کوشش کر کے کسی مسلمان کو ملازم رکھوا دیا جائے۔ اس پر میں نے سرکلر جاری کروانے کا خیال چھوڑ دیا اور تحصیلدار صاحب کے مشورے پر عملدرآمد کرنا شروع کر دیا اور اس میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس قدر کامیابی ہوئی کہ اس انسپکٹر جنرل کے دفتر میں جہاں کلرکوں کی منظور شدہ اسامیاں صرف ۲۵ تھیں وہاں آخر ۹ کس جو یکے بعد دیگرے بھرتی کئے گئے وہ مسلمان تھے۔ چونکہ اس دفتر میں کلرکوں کی بھرتی کی آخری ذمہ داری انگریز چیف کلرک کی تھی اس لئے میرے اوپر کسی قسم کی بدنامی نہیں آسکتی تھی گو آخری آدمی کے ملازم رکھے جانے پر کچھ لوگوں نے میرے خلاف شکایت کی لیکن علاوہ اور وجوہات کے وہ اس لئے بھی کامیاب نہ ہوئی کہ وہ آخری شخص خود انسپکٹر جنرل صاحب کا آدمی تھا۔ اس کے بعد میں فیروزپور تبدیل ہو گیا۔ وہاں کے قلعہ میں بھی کوئی اور مسلمان کلرک نہ تھا۔ وہاں ہر سال چند مہینوں کے لئے عارضی طور پر دو کلرکوں کے رکھے جانے کی منظوری تھی میرا ارادہ تھا کہ ان میں سے ایک مسلمان اور ایک غیر مسلم کو ملازم رکھا کروں گا لیکن کسی ہندو کی درخواست ہی نہ آئی اس لئے دونوں مسلمان رکھنے پڑے اور اس کے بعد آہستہ آہستہ مسلمانوں کی بھرتی ہونی شروع ہو گئی اور جو لوگ بھی ملازم رکھے جاتے تھے ان میں خاصہ حصہ مسلمانوں کا ہوتا تھا۔ چونکہ میں اس بات کی احتیاط کرتا تھا کہ جن مسلمانوں کو میرے توسط سے بھرتی کیا جائے وہ ایسے ہوں کہ اپنی لیاقت اور محنت کی وجہ سے جس جگہ بھی ان کو لگایا جائے وہ مضبوطی سے قائم رہ سکیں اس لئے جو شخص ایک دفعہ لگ جاتا تھا اس کو مستقل جگہ مل جاتی تھی۔ میرے خلاف تمام عمر یہ شکایتیں آتی رہیں کہ یہ شخص مسلمانوں کی بے جا طرفداری کرتا ہے، اور اگر ان کی اوسط نکالی جائے تو ایسی شکایت فی سہ ماہی کم از کم ایک ضرور ہوتی تھی۔ یہ شکایتیں عموماً انسپکٹر جنرل کو بھیجی جاتیں۔ وہاں سے افسر قلعہ کے نام تحقیقات کے لئے آجاتی۔ اس طرح قریباً ہر سہ ماہی میں میری کارگذاری کا جائزہ لیا جاتا لیکن ہر دفعہ رپورٹ یہی جاتی کہ آمدہ شکایت بے بنیاد ہے مجھے یہ کبھی خیال نہ آیا کہ میرا ماتحت عملہ علاوہ مقامی طور پر پراپیگنڈہ کرنے کے لئے اوپر کے دفتر والوں کو اور وہاں کے بڑے افسروں کو بھی مسموم کرتا رہتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ایک دفعہ ایسی ایک شکایت کو رپورٹ کے لئے بھیجتے وقت انسپکٹر جنرل صاحب کو افسر قلعہ کو اس بات کی طرف توجہ دلانی پڑی کہ جب تک کہیں آگ نہ ہو وہاں دھواں نہیں نکل سکتا مطلب یہ تھا کہ افسر قلعہ جو یہ رپورٹیں کرتے تھے کہ شکایت آمدہ بے بنیاد ہے یہ صحیح نہیں ہے ان شکایات میں کچھ نہ کچھ صداقت ضرور ہونی چاہیئے اس ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ فیروزپور سے میرے راولپنڈی جانے کے بعد (جہاں مجھے ستمبر ۱۹۲۲ء میں تبدیل کر دیا گیا تھا) وہاں کے افسر نے جب بہت زور دے کر ایک شکایت کے جواب میں یہ لکھا کہ میں نے ہر طرح سے تحقیقات اور تفتیش کر لی ہے۔ خان صاحب کے خلاف جو شکایتیں بھی آتی ہیں وہ بالکل باطل ہوتی ہیں اس لئے آئندہ مجھے کوئی شکایت ان کے خلاف نہ بھیجی جائے تو اوپر والوں نے لکھا کہ ہم تو ایسی شکایات بھیجا ہی کریں گے اگر وہ جھوٹی ہوں تو آپ لکھ دیا کریں کہ یہ جھوٹی ہیں۔

پہلی جنگ عظیم کے زمانہ میں چونکہ فوجی محکمہ کے ملازموں کو اکثر میدان جنگ میں بھیجے جانے کے حکم آتے تھے اس لئے فوجی محکموں میں بھرتی ہونے سے نوجوان اکثر کتراتے تھے لیکن میں اپنی کوشش اور توجہ سے مسلمان نوجوانوں کو ترغیب و تحریص دے کر فیروزپور کے قلعہ میں بھرتی کرا دیا کرتا تھا اور چونکہ مستقل ملازموں میں بھی جنگ پر جانے کے لئے ہچکچاہٹ ہوتی تھی۔ اس لئے میں نے افسر قلعہ کو یہ تجویز پیش کی کہ مجھے لام پر بھیج دیا جائے میں اپنے ساتھ کافی تعداد میں مسلمان نوجوانوں کو لے کر جاؤں گا۔ تاکہ لام پر جانے کی دہشت میں میرے اپنے نمونے کی وجہ سے کمی آجائے لیکن انہوں نے اس کو منظور نہ کیا اور کئی سال بعد میرے اوپر یہ الزام لگایا گیا کہ گویا میں مسلمانوں کے ساتھ ناجائز طور پر طرفداری کرتا رہا ہوں۔ میں نے یہ جواب دیا کہ اصل میں تو مجھے اس بات کی شاباش ملنی چاہیئے کہ میں نے جنگ عظیم کے خطرناک ایام میں اپنے اسٹیبلشمنٹ کو پورا رکھا اور اگر وہ احمدی اور مسلمان تھے تو پورے طور پر اپنے عہدوں کے اہل اور قابل تھے۔ چنانچہ مثال کے طور پر امیدوار کلرکوں کا ایک امتحان ہو جس میں سوالات کے پرچے شملے سے بھیجے گئے۔ اور جوابات کے پرچے شملہ ہی بھیجے گئے۔ اس امتحان میں صرف بارہ کس شامل ہوئے تھے ان میں سے صرف پانچ امیدوار پاس ہوئے اور تمام کے تمام احمدی تھے۔ اس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے جن مسلمانوں اور احمدیوں کو بھرتی کیا گیا تھا وہ قابل ترین اشخاص تھے۔ ان باتوں کی طرف توجہ دلانے سے انسپکٹر جنرل صاحب کی جو کہ اب ڈی۔ او۔ ایس کہلاتے تھے تسلی ہو گئی۔ وہ ولایت سے براہ راست اس عہدہ پر آئے تھے لیکن میں اپنی باقی سروس میں بھی اسی طرح ہدف شکایات بنا رہا۔ البتہ فیروزپور سے پھر واپس راولپنڈی تبدیل ہونے کے بعد میرے اختیارات زیادہ وسیع ہو گئے اور عملہ بھی جو میرے زیر نگرانی تھا بہت وسعت اختیار کر گیا۔

قبول احمدیت کے حالات:۔

۱۹۱۲ء میں مجھے پہلی دفعہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں شامل ہونے کا موقعہ ملا وہاں میں نے جو حالات دیکھے ان میں سے دو کا میری طبیعت پر خاص اثر ہوا۔ ایک تو یہ تھا کہ ایک پیر صاحب نے جو کسی جگہ کے گدی نشین تھے۔ اپنے وعظ میں خدا تعالیٰ کی غفور ہونے کی صفت پر بہت ہی زور دیا۔ جس کا اثر سننے والوں پر یہی ہو سکتا تھا کہ وہ نیک اعمال کی بجا آوری سے بالکل غافل اور لاپرواہ ہو جائیں۔ جلسے سے لوٹ آنے کے بعد میں نے کسی اخبار میں اس طرز وعظ کی مذمت کی اور اس بات پر زور دیا کہ واعظ لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی صفت غفوریت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی ان صفات کو بھی بیان کرنا چاہیئے جن میں برے اعمال کرنے والوں کو سرزنش اور سزا دینے کا ذکر ہے۔ دوسرا اثر میرے اوپر شیخ عبدالقادر صاحب مرحوم جو بعد میں (سر) بن گئے تھے کی تقریر کا ہوا۔ ان کی تقریر کا مضمون یہ تھا کہ اگر پنجاب کے ہر ضلع میں ۱۰۰، ۱۰۰ ممبر میسر آجائیں تو چار آنے ماہوار کے حساب سے ہر ضلع سے ہمیں آمدنی ماہوار ہو جایا کرے گی۔ اس سے ہماری لازمی اور انتظامی اخراجات پورے ہو سکتے ہیں اس صورت میں جو خاص عطیات ہمیں گورنمنٹ کی طرف سے یا والیان ریاست کی طرف سے یا اور مخیر اصحاب کی طرف سے آئیں گے۔ ان سے ہمارا ریزرو فنڈ بنتا چلا جائے گا۔ جسے خاص خاص کاموں میں لگایا جا سکے گا۔ میں نے راولپنڈی واپس آ کر اس تجویز کو وہاں کے احباب کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے مجھے ہی اس کام کے لئے منتخب کیا اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس کام میں مجھے اس قدر کامیابی ہوئی کہ مقامی ممبروں کی تعداد ۲۲۵ بلکہ ۲۵۰ تک پہنچ گئی۔ اس طرح انجمن حمایت اسلام کو صرف راولپنڈی سے ۶۰، ۷۰ روپیہ ماہوار کی امداد ملنے لگی۔ اور انجمن کے سالانہ جلسہ کے لئے علیحدہ چندہ بھی جمع کیا جاتا تھا۔ جب ۱۹۱۵ء کے شروع میں میری تبدیلی فیروزپور ہو گئی تو انجمن کے منتظمین نے اس بات کے لئے بہت زور لگایا کہ میں راولپنڈی کی طرح فیروزپور میں بھی ویسی ہی خدمت بجا لاؤں مگر بعض وجوہات سے میں نے معذرت پیش کر دی ان وجوہات میں سے جو میرے مد نظر تھیں ایک یہ بھی تھی کہ چند سال

(باقی ۔۔۔ پر)

اُذْکُرُوْا مَوْتَاکُمْ بِالْخَیْرِ

مکرم مولوی کے۔ پی اُنّین صاحب مرحوم

جماعت احمدیہ کیرلہ کے ایک مخلص خادم جیّد عالم۔ عربی زبان کے ماہر اور ایک مایہ ناز مقرر محترم مولوی کے۔ پی۔ اُنّین صاحب ۸۰ سال کی عمر میں مورخہ ۱۴ر مئی ۹۲ء بروز جمعرات رات دس بجے وفات پا گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو خدا تعالیٰ نے ۱۹۱۶ء میں قبولِ احمدیت کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ اس سے قبل آپ کیرلہ کی ندوۃ المجاہدین کے ایک سرکردہ مولوی تھے۔ مختلف مدرسوں میں مدرس کے فرائض بھی ادا کرتے رہتے۔ لیکن جب آپ کو قبولِ احمدیت کی توفیق ملی تو آپ نے اپنی زندگی احمدیت کے لئے وقف کی اور اپنا گھر بار چھوڑ کر دیوانہ وار کیرلہ کے طول وعرض میں تبلیغ کی خاطر پھرتے رہے اور سلسلہ کی بے لوث خدمات بجا لائیں۔ تقاریر اور تبلیغی گفتگو کا ایک اچھوتا انداز تھا۔ ایک موقعہ پر مخالفینِ حق وصداقت نے آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بچ گئے۔ آپ ہی کی کوشش سے کروِلائی۔ کلکلم۔ پتہ پیرئم۔ اور چیلاکرہ چار مقامات میں جماعتیں قائم ہوئیں۔ آپ عطر فروشی کے ذریعہ اپنا اور اہل وعیال کا گزارہ چلاتے تھے۔ ایک عرصہ سے فراش تھے۔ اکثر کہتے تھے کہ ایک جمعرات کو میری وفات ہوگی اور جمعہ کی نماز سے قبل مجھے دفن کرنا۔ آپ کی وفات کی خبر سُن کر کیرلہ کی اکثر جماعتوں سے سینکڑوں کی تعداد میں احباب کلکلم پہنچے جہاں آپ فوت ہوئے تھے۔ ۱۵ر مئی جمعہ کی نماز سے قبل ہی مرحوم کی خواہش پر تدفین عمل میں لائی گئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت میں جگہ دے۔ آمین۔　(محمد عمر مبلّغ انچارج کیرلہ)

محترم الحاج احمد ید اللہ بھنو صاحب سینئر مرحوم

محترم برادرم احمد ید اللہ صاحب سینئر مارشس کے رہنے والے ایک نہایت ہی مخلص احمدی تھے۔ آپ ہندوستانی نژاد تھے آپ کا تعلق صُوبہ بہار سے تھا لیکن آباء واجداد ہندوستان سے نقلِ مکانی کر کے مارشس میں آباد ہو گئے۔ آپ مارشس کے ایک مقام موکا کے رہنے والے تھے۔ آپ کا خاندان مارشس کے اوّلین اور پُرانے احمدیوں میں شمار ہوتا ہے تعلیم سے فارغ ہو کر سُپریم کورٹ میں ملازمت اختیار کی اور چیف ایڈمنسٹریل کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ چونکہ آپ نے اپنے چچا کے پریس میں بھی کام کیا اس لئے اپنا پرنٹنگ پریس لگایا۔ پریس کی وجہ سے ان کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کا بہت موقع ملا۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ فرینچ (فرانسیسی) زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کا شرف بھی ملا۔ علاوہ ازیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور سلسلہ کی بعض دیگر کتب کے بھی فرانسیسی زبان تراجم کئے۔ بہت ہی سادہ طبیعت رکھتے تھے اور اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت عمدہ رنگ میں کرتے رہے۔ دینی رنگ زیادہ تھا۔ دُنیا کی لالچ اور حرص وآز نہ تھی۔ چنانچہ ان کا معمول تھا کہ تہجد کی نماز خود بھی ادا کرتے اور اپنے بچوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرتے اور نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد اپنے گھر میں درس دیتے۔ اور اپنے بچوں اور بچیوں کو سلسلہ احمدیہ کی خدمت کی بار بار تلقین کرتے اور سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور مالی قربانیاں کرنے کی طرف خصوصی توجہ دلاتے۔ قادیان بار بار آنے اور یہاں سے تعلق قائم کرنے کے لئے اپنے دو بچوں کی شادیاں بھی قادیان میں کیں۔ آپ نے مارشس میں جماعتِ احمدیہ کی جو خدمات سر انجام دیں وہ بھی قابلِ قدر اور عدیم المثال ہیں۔ جن کو مارشس کی تاریخِ احمدیہ ہمیشہ یاد رکھے گی۔ جماعتِ احمدیہ مارشس کے خلاف کورٹ میں مقدمہ دائر کیا گیا تو اس زمانے میں کئی احمدی خاندان کمزوری دکھا گئے لیکن احمد ید اللہ صاحب نے اس مخالفت کی شدید آندھی وطوفان کا مقابلہ کیا۔ بلکہ اپنی نہایت اَن تھک محنت وکاوش سے اس مقدمہ میں کامیابی حاصل کر لی۔ سلسلہ کے ایک فدائی خادم تھے۔ آپ جب ریٹائر ہوئے تو یونیس کے ایک بورڈ کے ممبر مقرر ہوئے اور نہایت ہی دیانتداری سے ملکی خدمات ادا کرتے رہے۔ آخر حضور انور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادِ گرامی کے تحت اپنی اس اعزازی اور اعلیٰ پوسٹ سے استعفیٰ دیدیا۔ اور فرانس میں بطور مُربّی سلسلہ خدمات انجام دیتے رہے اور بڑی ہی جانفشانی۔ محنت۔ لگن اور شوق سے خدمات انجام دیں۔ اور فرانس میں ایک مضبوط مشن قائم کر دیا۔ آپ شوگر کے مریض تھے کثرتِ کار سے جب کمزوری حد سے بڑھ گئی اور بینائی بھی حد سے زیادہ متاثر ہوگئی اور کام میں کافی دقّت محسوس ہوئی تو حضرت اقدس سے اجازت حاصل کر کے واپس مارشس آگئے۔ اور فراش ہی رہے۔ اور آخر ۹ر اور ۱۰ر اپریل ۱۹۹۲ء کو اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ آپ نے اپنے پیچھے ایک بیوہ۔ سات بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں جو سب کے سب صاحبِ اولاد ہیں۔ ایک بیٹا احمد ید اللہ بھنو (جونیئر) (خاکسار کا داماد) قادیان میں ہے۔　(منظور احمد گھنوکے جچہ۔ درویش قادیان)

محترمہ زیب النساء صاحبہ مرحومہ آف کٹک

محترمہ زیب النساء صاحبہ مرحومہ یکم نومبر ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئیں۔ مکرم مولوی عبد الستار صاحب مرحوم کی منجھلی صاحبزادی تھیں جو کٹک کے پہلے احمدی اور رئیس خاندان سے تعلق رکھنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر اور اسکول میں حاصل کی ۱۹۵۹ء میں .B.A پاس کر کے کٹک کے اُردو گرلز ہائی سکول میں بحیثیت استانی ملازمت اختیار کر لی۔ اور ایم۔ اے تک تعلیم جاری رکھی۔ مرحومہ بڑی دیندار۔ بلند اخلاق۔ مخلوقِ خدا کی ہمدرد اور تبلیغ کا جوش رکھنے والی خاتون تھیں۔ کچھ عرصہ تک لجنہ کٹک کی جنرل سیکرٹری اور صدر بھی رہیں۔ آپ کے مضامین اخبار بدر کی زینت بنے نیز صدائے اُڑیسہ، خاتونِ مشرق میں بھی آپ کے مضمون شائع ہوتے رہے۔ موصوفہ اخبار صدائے اڑلیسہ کی چیف ایڈوائزر اور آرگنائزر تھیں اور اُردو لائبریری کی بہت خدمت کی ہے۔ مرحومہ نے وصیت کی تھی کہ ان کا جمع شدہ روپیہ قبرستان کی بہبُود کے لئے خرچ کیا جائے چنانچہ اس رقم سے احمدیہ قبرستان میں دو کمرے بنوائے گئے۔ بہت مہمان نواز تھیں آپ نے وصیت کی کہ میرا کمرہ ہمیشہ مہمانوں کے لئے کھُلا رہے۔ اور مہمان نوازی جاری رہے۔ بلا امتیاز مذہب وملت، سب کی خدمت کرتی تھیں۔ کئی بچوں کو اپنے خرچ پر تعلیم دلائی غریب بچوں کی شادی میں خرچ کرنا فطرت کا تقاضا تھا۔ ہر ایک کے دُکھ سُکھ میں شریک ہوتیں اور حتیٰ الامکان مالی امداد کرتی تھیں جس کا غیروں پر بہت اچھا اثر تھا۔ ۲۴ر دسمبر ۱۹۹۰ء کو اپنے مکان میں وفات پائی۔ جنازہ میں ہندو مُسلم مرد وزن اسکول کے اساتذہ وطلباء نے بکثرت شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو ان کے نقشِ قدم پر چلائے۔　(غلام مصطفیٰ کٹک)

اِدَارِیَہ ــ بقیہ صفحہ (۲)

پیارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدی نوجوانوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ وہ اس دُکھی دُنیا کی خدمت کے لئے تیار ہوں۔ اس کے لئے وقفِ عارضی ایک نہایت مفید ذریعہ ہے جس سے ہم اپنوں اور غیروں کی خدمت کر سکتے ہیں۔ پس احمدی طلبہ اور طالبات ان ایام میں اگر وقفِ عارضی کی تحریک میں حصہ لیں تو اس سے ملک وقوم کو بہت سا فائدہ ہو سکتا ہے۔

(منیر احمد خادم)

درخواست ہائے دُعا

● ــ محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز درویش قادیان اپریشن کے بعد مورخہ ۲ر ۶ر ۹۲ کو امرتسر ہسپتال سے قادیان تشریف لے آئے ہیں۔ موصوف کی طبیعت پہلے سے بہتر ہے آپ کا پراسٹیٹ کا کامیاب اپریشن ہوا ہے۔ شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (ادارہ) ● ــ میری بھانجی عزیزہ آسیہ لبشریٰ بنت مکرم سید فیروز الدین صاحب آف برہ پورہ نے اسّی فیصد نمبر لے کر I.C.S.E. دلّی بورڈ کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے عزیزہ کی پٹنہ کے کسی اچھے انسٹی ٹیوٹ میں داخلے کی کوشش کی جارہی ہے اس میں نیز آئندہ بھی نمایاں کامیابی کیلئے درخواستِ دعا ہے۔ (محمود احمد پٹنہ)

● ــ میری بڑی بیٹی نوشینہ آفرین علی جو برہم پور اڑیسہ ویمنز کالج میں پڑھ رہی ہے اور یوتھ ایکسچینج پروگرام کے تحت ۱۷ر جولائی کو یو۔ کے جانیوالی ہے پندرہ دن وہاں قیام ہوگا اسی دوران حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات بھی کرے گی۔ انشاء اللہ۔ اس سفر کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (شیخ علی احمد کیرنگ)

● ــ برادرم مکرم عطاء الٰہی خان صاحب مقیم فرینکفرٹ (جرمنی) پچاس روپے اعانتِ بدر میں ادا کر کے اپنی خوشدامن محترمہ عطیہ قادر صاحبہ مقیم لندن، مکرم داؤد احمد خان صاحب اور مکرم احمد زمان عباسی صاحب مقیم فرینکفرٹ (جرمنی) کی کامل وعاجل شفایابی نیز مکرم مودود احمد خان صاحب، مکرم مرزا خلیل احمد صاحب اور مکرم مرزا مسعود احمد صاحب کی پریشانیوں کے ازالہ نیز اپنی اور اپنے اہل وعیال کی دینی ودنیوی ترقیات کے لئے دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ (خورشید احمد انور ناظم وقفِ جدید)

● ــ مکرمہ نعیمہ بانو صاحبہ آف فیض آباد اعانتِ بدر میں مبلغ تیس روپے جمع کرواتے ہوئے اپنے شوہر محترم محمد نعیم خان صاحب کی سانس کی دیرینہ تکلیف کے ازالہ۔ صحت وسلامتی۔ بچوں کے کاروبار میں برکت۔ امتحانوں میں کامیابی نیز اپنے داماد پرویز احمد صاحب کی صحت وسلامتی اور کاروبار میں برکت کیلئے درخواستِ دعا کرتی ہیں۔ (مظفر احمد اقبال)

ولادتیں

(۱)۔ مکرم مولوی فرزان احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ وسرکل انچارج راجستھان بیادر سرکل کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۲ر ۵ر ۹۲ کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولودہ وقفِ نو میں شامل ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے بچی کا نام "فریحہ فرزان" تجویز فرمایا ہے۔ بچی کے نیک صالحہ اور خادمۂ دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بننے کے لئے درخواستِ دُعا ہے (اعانتِ بدر -/۲۰) (عبد القدوس نمائندہ بدر وقفِ جدید)

(۲)۔ میرے بیٹے عزیزم مظفر احمد نعیم کے ہاں مورخہ ۱۱ر مئی ۹۲ء کو میامی (امریکہ) میں بیٹی پیدا ہوئی ہے بچی کا نام "وجیہہ مظفر" رکھا گیا ہے۔ نومولودہ مکرم مولوی تاج الدین صاحب مرحوم سابق ناظم دار القضاء ربوہ کی پوتی اور مکرم کیپٹن سید محمد اکمل صاحب مرحوم آف لاہور چھاؤنی کی نواسی ہے۔ نومولودہ کی صحت وسلامتی درازیٔ عمر اور صالحہ وخادمۂ دین بننے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ مبلغ یکصد روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے ہیں۔　(خاکسار: اقبال بیگم۔ حال میامی۔ امریکہ)

اعتراضاتِ باطلہ کے دندان شکن جوابات

نام کُتب :- جماعتِ احمدیہ پر اعتراضات کے جوابات پر مشتمل سیٹ جن کے نام درج ذیل ہیں :-

(۱) ۔ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ (۲) ۔ کتابِ محفوظ
(۳) ۔ کیا احمدی سچے مسلمان نہیں ؟ (۴) ۔ فیصلہ قرآن وسُنّت کا چلے گا ۔
(۵) ۔ حضرت عیسٰیؑ کی توہین کے الزام کا جواب (۶) ۔ فتح مباہلہ یا ذلتوں کی مار ۔
(۷) ۔ فاتح قادیان یا گستاخ آنکھیں ۔ (۸) ۔ بازاری تمسخر ۔
(۹) ۔ راہِ ھُدیٰ ۔ (قیمت کتب -/50)

٭ــــ نظارت نشر و اشاعت قادیان نے مذکورہ نَو کتب پر مشتمل ایک ضروری اور مفید کتب کا سیٹ شائع کیا ہے ۔ جن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام پر لگائے جانے والے جھُوٹے الزامات اور جماعتِ احمدیہ پر ختمِ نبوّت کے ٹھیکیداروں کی طرف سے کئے جانے والے جملہ اعتراضاتِ باطلہ کے مدلّل و مُسکت جواب دیئے گئے ہیں ۔

وہ تمام منصف مزاج افراد جو جماعتِ احمدیہ کے جوابات ملاحظہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ احباب جو اپنا تبلیغی اور علمی معیار بلند کرنا چاہتے ہیں اُن کے لئے ان تمام کتب کا مطالعہ ازحد ضروری ہے ۔

یہ تمام کتب نظارت نشر و اشاعت قادیان نے نہایت دیدہ زیب آفسیٹ پر طبع کروائی ہیں ۔ خود بھی پڑھیں اور اپنے زیرِ تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھائیں ۔ (ادارہ)

خصوصی درخواستِ دُعا

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب حیدرآباد سے اپنی چٹھی ۹۲/۶/۲۹ میں محترمہ سیّدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی صحت کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق آنکھ کا اپریشن کامیاب ہُوا ہے ۔ بفضلہ تعالیٰ روشنی نظر آتی ہے ۔ انشاء اللہ نظر بتدریج بہتر ہو جائے گی ۔

احبابِ کرام سے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ محترمہ موصوفہ کو شفا عطا فرمائے اور تاحیات بینائی قائم رہے اور خدمتِ دین کرنے والی صحت مند عمرِ دراز عطا فرمائے آمین ۔

(ادارہ)

دَورہ مجالسِ انصار اللہ مدراس ۔ کرناٹک و آندھرا

مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نائب صدر مجلس انصار اللہ بھارت ، مدراس ۔ صُوبہ کرناٹک ۔ آندھرا اور یو ۔ پی کی بعض مجالس کا دَورہ مورخہ ۱۰ جولائی تا ۱۵ اگست ۱۹۹۲ء کر رہے ہیں ۔ صدر صاحبان تمام عہدیدارانِ جماعت و مبلّغینِ کرام سے تعاون کی درخواست ہے ۔

صدر مجلس انصار اللہ بھارت ۔ قادیان

تقرّری ناظمین و نائب ناظمین مجالسِ انصار اللہ بھارت برائے سال ۹۲ء

(۸) ۔ اُڑیسہ ...... (۱) مکرم شیخ ابراہیم صاحب ۔ کیرنگ .... ناظم
(۲) ؍؍ نور الدین عالم صاحب بالیسر (ڈی ایس پی ریٹائرڈ) .... نائب ناظم
(۹) ۔ کشمیر ...... (۱) ؍؍ مبارک احمد صاحب ظفر (ناصر آباد) .... ناظم
(۲) ؍؍ میر عبد الرحمٰن صاحب یاڑی پورہ .... نائب ناظم
(۱۰) ۔ بمبئی ...... ؍؍ عبد القادر صاحب منیار ایڈووکیٹ بمبئی .... ناظم
(۱۱) ۔ پونچھ ...... ؍؍ شمس الدین صاحب پونچھ .... ناظم

صدر مجلس انصار اللہ بھارت ۔ قادیان

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ ۔ پاکستان
پروپرائیٹرز :-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
PHONE :- 04524 - 649.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے ۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM - 679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS.
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES.
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4 B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI - 110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992 , 011-3282643.
FAX :- 91-11-3755121 SHELKA NEW DELHI

SUPER INTERNATIONAL
PHONES :-
OFF :- 6378622
RESI :- 6233589
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY - 800099.

ارشادِ نبوی
اَلْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْم
(عملوں کا دارومدار انجام پر ہے)
--- (منجانب) ---
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا :-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ ۔ مینگو لین کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

NIR
"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا سے ہیں ۔"
(کشتی نوح)
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015
پیش کرتے ہیں :-
آرام دہ ، مضبوط اور دیدہ زیب
ربڑ شیٹ ، ہوائی چپل نیز ربڑ
پلاسٹک اور کینوس کے جوتے ۔

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
بانی پولیمرز کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز :-
43 - 4028 - 5137 - 5206